ماہنامہ
# نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

3

مارچ 2004ء
مُحَرَّمُ الحرام ۱۴۲۵ھ

قارئین کو اسلامی
سالِ نو ۱۴۲۵ھ مبارک

بیاد

شہیدِ غیرت، مظلوم کربلا، ریحانۃ النبی

## سیدنا حسین ابن علی سلام اللہ علیہم

شہدائے تحریک تحفظ ختم نبوت 1953ء

## اُن شہیدوں پہ لاکھوں سلام

* اسلامی سال نو کا پیغام.... اُمتِ مُسلمہ کے نام

* آگ لگی ہے گلشن گلشن

اخبار الاحرار { مجلس احرار اسلام پاک و ہند کی سرگرمیاں

# نورِ ہدایت

## القرآن

''خدا کی مسجدوں کو تو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا پر، روزِ قیامت پر، ایمان لاتے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ امید ہے یہی لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں داخل ہوں گے۔''

(سورہ توبہ آیت ۱۸)

## الحدیث

''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ جحفہ اور ابواء کے درمیان (مدینہ اور مکہ کے درمیان دو مشہور مقام) اچانک سخت آندھی آ گئی اور سخت اندھیرا چھا گیا رسول اللہ ﷺ یہ دونوں سورتیں (سورۃ فلق اور سورۃ والناس) پڑھ کر اللہ سے پناہ مانگنے لگے اور مجھ سے ارشاد فرمایا۔ ''عقبہ! تم بھی یہ دو سورتیں پڑھ کر اللہ کی پناہ لو۔ کسی پناہ لینے والے نے ان کے مثل پناہ نہیں لی (یعنی اللہ کی پناہ لینے کے لئے کوئی دعا ایسی نہیں ہے جو ان دونوں سورتوں کے مثل ہو)۔''

(سنن ابی داؤد)

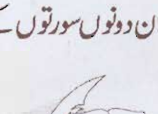

## الآثار

''دنیا میں چار قیمتی چیزیں صحت کے قابل ہیں، مال، جان، آبرو اور ایمان۔ لیکن جب جان پر کوئی مصیبت آئے تو مال قربان کرنا چاہیے اور آبرو پر کوئی آفت آئے تو مال اور جان دونوں کو۔ اور اگر ایمان پر کوئی ابتلاء آئے تو مال، جان، آبرو سب کو قربان کرنا چاہیے اور اگر اِن سب کے قربان کرنے سے ایمان محفوظ رہتا ہے تو یہ سودا سستا ہے۔''

(امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ)

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان
REGD.M#32
جلد 15 شمارہ 3 مارچ 2004ء محرم ۱۴۲۵ھ

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
بانی: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

# حسنِ ترتیب


| | | | |
|---|---|---|---|
| دل کی بات: | ایک قرآں ہے جہاں بھر کے مصائب کا علاج (اداریہ) | مدیر | 2 |
| | حمد (شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی) نعت (اقبال عظیم) | | 4 |
| دین ودانش: | سیدنا حسین ابن علی سلام اللہ علیہم | سید عطاء المحسن بخاریؒ | 6 |
| // | بڑا آدمی | بیان: سید عطاء المہیمن بخاری | 9 |
| // | اسلامی سال نو کا پیغام ..... اُمت مسلمہ کے نام | سید عطاء المحسن بخاریؒ | 11 |
| // | حجاب کی حقیقت | حافظ سید عزیز الرحمٰن | 16 |
| افکار | اُن شہیدوں پہ لاکھوں سلام | سید عطاء المحسن بخاریؒ | 19 |
| // | آگ لگی ہے گلشن گلشن | سید یونس الحسنی | 22 |
| // | اُن کی پرکاری اور ہماری سادگی؟ | مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی | 24 |
| // | بے دست و پا کو دیدۂ بینا نہ چاہیے | پروفیسر خالد شبیر احمد | 32 |
| // | بھارت' ایشیا میں امریکہ کا دفاعی ساتھی | عبدالرشید ارشد | 36 |
| // | وائے افسوس! یہ سیاہ دن بھی ہمارے مقدر میں تھا | محمد عابد مسعود ڈوگر | 38 |
| شاعری: | ظفر علی خاں (شورش کاشمیریؒ) سلام (سید عطاء المحسن بخاریؒ) | | 39 |
| | سلام (سیدہ ام کفیل مدظلہا) قافلۂ بہار (لطیف الفت) | | |
| | نظم (سید کاشف گیلانی) نظم (ابوسفیان تائب) | | |
| اخبار احرار: | مجلس احرار اسلام پاک و ہند کی سرگرمیاں | ادارہ | 47 |
| طنز و مزاح: | زبان میری ہے بات اُن کی | عینک فریمی | 56 |
| مجلس احباب: | مکاتیب | ادارہ | 57 |
| حسن انتقاد: | تبصرہ کتب | ابوالادیب | 59 |


زیر سرپرستی
حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
ابن امیر شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ
مدیر مسئول
سید محمد کفیل بخاری
رفقائے فکر
چودھری ثناء اللہ بھٹہ
پروفیسر خالد شبیر احمد
عبداللطیف خالد چیمہ
سید یونس الحسنی
مولانا محمد مغیرہ
محمد عمر فاروق
آرٹ ایڈیٹر
الیاس میراں پوری
سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد

زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک: 150 روپے
بیرون ملک: 1000 روپے
فی شمارہ: 15 روپے

یو بی ایل چوک مہربان' ملتان
اکاؤنٹ نمبر: 1-5278

ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز
مقام اشاعت
دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی' ملتان

فون 061-511961
ای میل ایڈریس
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

دل کی بات

# ایک قرآں ہے جہاں بھر کے مصائب کا علاج

ہم پندرھویں صدی ہجری کے پچیسویں سال میں قدم رکھ چکے ہیں۔آج سے ٹھیک چودہ سو چوبیس سال قبل اللہ جل شانہ کے آخری نبی ورسول سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف سفرِ ہجرت کیا تھا۔کتنی صعوبتوں ،کلفتوں ،مشقتوں ،مشکلات اور مصائب کی گھاٹیوں کو عبور کر کے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ پہنچے تھے۔کفار مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذاتی واجتماعی ہر لحاظ سے تکلیف اور اذیّت پہنچائی تھی ،گالی گلوچ ،تضحیک ،دھمکی ،طعنہ زنی اور قید ومحاصرہ سے لے کر مکمل سماجی مقاطعہ تک ظلم کا ہر حربہ آزمایا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرۂ انسانی میں امن وسلامتی کے قیام کے لیے وطن تو چھوڑ دیا لیکن عقائد ،اصولوں اور ابدی سچائیوں پر کوئی سمجھوتہ نہ کیا۔

اسلام اور اس کے ماننے والے مسلمانوں کو جو آزمائشیں اور امتحانات آج درپیش ہیں وہ نئے نہیں۔ان کے بغیر نہ تو اسلام کی صحیح قدر ہوسکتی ہے نہ مسلمانوں کی تربیت اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت واطاعت نصیب ہوسکتی ہے۔یہی وہ معیار ہے جس پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منتخب اور پسندیدہ انسانوں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو پرکھا ،آزمایا اور تربیت کر کے مکمل اسلامی معاشرہ تشکیل دیا۔

آج دنیا میں مسلمان ڈیڑھ ارب کے قریب ہیں۔وہ اپنے اوپر مسلط حکمرانوں کے ظلم وتشدد کا شکار ہیں۔عوام اپنے حکمرانوں سے خوفزدہ ہیں اور حکمران ،دنیا کے چند کافر ومشرک غاصبوں ،قزاقوں اور ظالموں سے مرعوب ہو کر تھر تھر کانپ رہے ہیں۔

اللہ کے صالح بندے اس لئے کامیاب ہوئے کہ وہ صرف اپنے خالق سے ڈرتے تھے اور اسی کو اپنا رب مانتے تھے۔ان کے ٹکڑے کر دیئے گئے مگر انہوں نے اپنے اس عقیدے میں کوئی لچک پیدا نہ کی۔وہ استقامت کا پہاڑ بن گئے تو اللہ کی مدد ان کو آپہنچی۔

کفر ،شرک ،چوری ،قتل ،اغوا ،جوا ،عریانی وفحاشی ،ظلم وعدوان ،غصب ونہب یہ تمام قباحتیں تب بھی موجود تھیں اور عرب کلچر کا حصہ تھیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کو اس کلچر پر غالب کیا۔دنیا میں امن قائم ہوگیا۔

برصغیر کی مسلم قیادت نے پاکستان اسلام کے نام پر قائم کیا لیکن چھپن برسوں میں حکمرانوں اور سیکولر سیاست دانوں نے مل کر اور باری باری اسلام ،اسلامی اقدار ،عقائد واعمال اور مسلمانوں کے خاندانی نظام کو مرحلہ وار قتل کیا اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔دینی شکل وصورت والا آدمی دہشت گرد ہے ،دین پڑھنے والا طالبعلم انتہا پسند ہے اور دینی شعور بیدار کرنے والا رجعت پسند ہے۔وہی نعرے ہیں جو چودہ سو چوبیس برس پہلے کفارِ مکہ تب کے ''روشن خیال'' اور ''لبرل'' بلند کر رہے تھے۔لیکن دین کو تب کوئی نقصان پہنچا نہ اب پہنچے گا۔البتہ مسلمان تباہ ہوجائے گا۔

امریکہ بہادر نے افغانستان وعراق پر غاصبانہ قبضہ کیا ،وہاں کے نہتے عوام کو بے دردی سے قتل کیا۔

کسووواور چیچنیا میں خون مسلم بہایا۔

ایٹم بم بنایا اور دنیا کے دوشہروں پر گرا کر لاکھوں انسان قتل کیئے۔ایٹمی ٹیکنالوجی مسلم ممالک میں منتقل ہوئی تو انکل سام بر ہم ہوگیا۔

لیبیاء،ایران اور شام نے بظاہر گھنٹے ٹیک دیئے۔ پاکستان کے مردِ آہن نے بھی یہی کچھ کیا لیکن تیکنیک یہ اختیار کی کہ ہاتھ گھما کے لقمہ منہ میں لیا۔ پھر ملک وقوم کے محسن ڈاکٹر عبدالقدیر سے معافی منگوائی اور قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام آنجہانی کی رسوائی کا بدلہ چکایا، حق نمک ادا کیا اور کلیدی عہدوں پر مرزائیوں کو متمکن کیا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غداروں کی ملک سے وفاداری کی امیدیں باندھیں۔اسامہ کی تلاش میں وانا آپریشن، مدارس پر قدغنیں، چھاپے، ہر طرف وحشت ودہشت کے ہولناک وخوفناک منا ظر۔اس سب کچھ کے باوجود قرآن وحدیث کی تعلیم جاری ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں پر عمل کرنے والے اور ان کی دعوت دینے والے، جہد وعمل میں مصروف ہیں۔مسائل ومصائب کو دین پر عمل کے راستے میں رکاوٹ قرار دینے والے اور دین میں ترمیم واضافہ کرکے''ماڈرن اسلام'' پیش کرنے والے نام نہاد روشن خیال، لبرل، چغد جاہل اور بزدل بتائیں کہ اس فلسفہ وفکر کے ذریعے انہوں نے مسائل ومصائب کم کیئے یا ان میں خوف ناک اضافہ کیا۔

وطن عزیز کے مسائل کا حل،خودمختاری اور سلامتی کا تحفظ آج بھی اسلام سے وابستہ ہے۔کل بھی اسلام سے وابستہ ہوگا۔

اے ارباب اقتدار!

اپنے افغان بھائیوں' طالبان کو مروا کر\
دینی قوتوں کو دہشت گرد قرار دے کر\
دہشت گردی کے خاتمے کی آڑ میں جہاد کی مذمت کر کے\
قوم کے محسن' سائنسدانوں کو ڈی بریفنگ کے نام پر رسوا کر کے\
ایٹمی پروگرام رول بیک کر کے\
پوری قوم کو ٹیکسوں اور بلوں کے بوجھ تلے دبا کے\
عریانی اور فحاشی کو فروغ دے کے\
عدالتوں کو مطلوب ملزموں کو وزیر بنا کے\
آپ کا کلیجہ ابھی ٹھنڈا نہیں ہوا\
کیا آپ اس طرح ملک کے مسائل حل کرلیں گے؟

ایک قرآں ہے جہاں بھر کے مصائب کا علاج\
سب سوالات کے حل اسکے جوابوں میں ملیں\
سازِ وجداں سے سنو ، نغمۂ عرفان و یقیں\
یہ وہ نغمے نہیں جو تم کو ربابوں میں ملیں

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

# حمد باری تعالیٰ

وہ بادلوں کو
آپس میں ملاتا ہے
تہہ بہ تہہ کرتا ہے
جس پر چاہتا ہے
برساتا ہے
وہ ہم سب کا داتا ہے
زمیں کے مرجانے کے بعد
اُسے بارش سے
زندہ وشاداب کرتا ہے
پھر ایک ہی رنگ کے پانی سے
طرح طرح کے
پھل پھول پیدا کرتا ہے
گل، صحرا، خوشبو
یہ رنگ و بو
اُس کی نشانیاں ہیں
وہ دل میں پیدا ہونے والے
خیالات کے
پیچ وخم سے واقف ہے
بِل کے اندر
چلنے والی
چیونٹی کے پاؤں کی
چاپ سنتا ہے
کائنات کے
کونے کُھدرے میں
گرنے والے پتے کی
اُسے خبر ہے
وہ عظیم مصور ہے
کہ رحم کے کینوس پر
تصویر بناتا ہے
شکل وصورت
زبان ورنگ
جدا جدا
**يُصَوِّرُ فِي الْاَرْحَامِ**
**كَيْفَ يَشَاءُ**
وہ جانتا ہے کہ
چیونٹی کے انڈے سے
بچہ کب پیدا کرنا ہے
اور
کسان کی جھولی سے دانا کب گرانا ہے
ہر ذی روح
اسی سے روزی پاتا ہے
وہ ہم سب کا داتا ہے

اقبال عظیم

# نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

سارے نبیوں کے عہدے بڑے ہیں لیکن آقا کا منصب جدا ہے
وہ امامِ صفِ انبیاء ہیں اُن کا رتبہ بڑوں سے بڑا ہے

کوئی لفظوں میں مجھ کو بتا دے' اُن کے رتبے کی حد ہے تو کیا ہے
ہم نے اپنے بڑوں سے سنا ہے صرف اللہ اُن سے بڑا ہے

وہ جو اِک شہرِ منزل نشاں ہیں' جلوہ گاہوں کا اِک سلسلہ ہیں
جس کی ہر صبح شمسُ الضّٰحی ہے' جس کی ہر شام بدرُالدُّجیٰ ہے

نام جنت کا تم نے سنا ہے' میں نے اُس کا نظّارہ کیا ہے
میں یہاں سے تمہیں کیا بتا دوں' اُن کی نگری کی گلیوں میں کیا ہے

یہ وہ شہرِ طیبہ ہے جس میں' خواب گاہِ حبیبِ خدا ہے
پیشواؤں کے جو پیشوا ہیں' اِک لقب جن کا نُورالھُدٰی ہے

جن کا رتبہ سوا سے سوا ہے' فہم و ادراک سے ماوریٰ ہے
قاب قوسین ہے جن کی منزل' کعبۂ افلاک جن کی ضیاء ہے

مستقل اُن کی ڈیوڑھی عطا ہو' میرے معبود یہ التجا ہے
کوئی پوچھے تو یہ کہہ سکوں میں' بابِ جبریل میرا پتہ ہے

☆☆☆

شہیدِ غیرت
مظلومِ کربلا
ریحانۃ النبی

# سیدنا حسین ابن علی سلام اللہ علیہم

سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ علیہ

جماعتِ صحابہؓ......... دانائے سبل، فخر الرسل، مولائے کُل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پروردہ جماعت ہے کہ جن کا حکم، حکم الٰہی، کلام، کلامِ الٰہی اور عمل منتہائے ربی ہے۔ مولائے کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین لاکھ سے متجاوز قدسی صفت صحابہؓ کی جماعت گراں مایہ میں فکر ونظر اور شعور واحساس کا وہ نور منتقل کیا کہ جو قیامت تک امتِ رسول ﷺ کے لئے ہدایت اور حریت کے راستوں کو اجالتا رہے گا۔

نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول، نورِ نظر علی المرتضیٰ، سیدنا حسین سلام اللہ ورضوانہ علیہ بھی اسی جماعتِ صحابہؓ کے فرد فرید اور لُولُوئے لالہ ہیں۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ذات والا صفات میں اسوۂ رسالت کا یہی نورانی عکس نمایاں تر ہے۔ آپ کا اسوہ مقام صحابیت کی عملی تفسیر ہے۔ اور اس سے اس ارشادِ نبوی کی صداقت پر ایمان قوی ہو جاتا ہے کہ جماعت صحابہ کا ہر ہر فرد قیامت تک امت رسول کے لیے ذریعہ ہدایت ہے۔ وہ سب آسمان نبوت کے روشن ستارے ہیں۔ وہ سب مومنین کاملین ہیں۔ صحابہ کے ایمان کی گواہی خود اللہ نے کلام اللہ میں دی۔ منافقت اور ایمان کی راہیں متضاد اور جدا جدا ہیں۔ بعض لوگ منافقت کا روپ دھار کر صحابہ کی جماعت میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی منافقت واضح کر دی۔ حضور نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن منافقین کا نام لے لے کر انہیں اپنی جماعت سے باہر نکال دیا تھا۔ اس فیصلہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی صحابی رسول کے ایمان میں شک کا اظہار بجائے خود منافقت ہے۔

سیدنا حسینؓ.......! صالح، زاہد، عابد، باکمال، منکسر المزاج، متواضع، شب زندہ دار، تہجد میں اللہ سے گفتگو کرنے والے، اپنے رب کے حضور عجز کا اظہار کر کے طویل سجدے کرنے والے اور قیام طویل میں ایک یا دو پارہ نہیں سورۃ بقرا ایک رکعت میں پڑھنے والے تھے۔ جنہوں نے بچپن میں نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے پیار کی بہاروں کو لوٹا ہے۔ آپ کی گود میں کھیلے ہیں اور وہ ریحانۃ النبی ہیں...... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا.......

''یا اللہ! جو حسینؓ سے محبت کرے، میں اس سے محبت کرتا ہوں، جو حسینؓ سے بغض رکھے تو بھی اس سے بغض رکھ۔''

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی معیت جسدی اور معیّتِ زمانی حاصل ہے۔ آپ براہِ راست فیضانِ رسول حاصل کرنے کے شرف سے مشرف ہیں۔ آپ کا یہ مقام ومرتبہ اور اجلال واکرام ہی ہماری محبتوں کا مرکز ومحور ہے۔

سیدنا حسینؓ کا واقعہ شہادت' منافقین عجم کے سازشی فکر وفلسفہ کا شاخسانہ ہے۔ شہادت حسینؓ سے دین کی روح عمل سمجھ

میں آ جاتی ہے اور غیرت وحمیت اپنے اوج کمال پر نظر آتی ہے۔ سیدنا حسینؓ نے جہاں غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خلعتِ شہادت زیب تن کی، وہاں انہوں نے منافقین عجم کے اس گروہِ خبیث کو بھی ہمیشہ کیلئے رسوا کر دیا جو ان کے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے درپے آزار ہو کر خلافتِ عثمانی پر مہلک وار کر چکا تھا۔

حادثہ کربلا کے پس منظر میں یہودیوں، سبائیوں اور مجوسیوں کی منافقانہ سازشیں کارفرما تھیں۔ خیبر کی شکست، جزیرۃ العرب سے انخلاء اور اپنے اقتدار کے چکنا چور ہونے کے بعد یہودیوں نے امتِ مسلمہ میں انتشار وافتراق کی گہری سازشیں شروع کر دی تھیں اور وہ اسلامی حکومت کے استحکام اور تیزی سے بڑھتی ہوئی فتوحات سے خوفزدہ ہو کر انتقام پر اتر آئے تھے۔ ادھر عجمی مجوسیوں کو اقتدارِ کسریٰ کے ملیامیٹ ہو جانے کے کبھی نہ مندمل ہونے والے زخم چاٹنے کی مصروفیت تھی، انہی دو نمایاں عناصر کو ایک حسبی نسبی یہودی مسٹر عبداللہ ابن سباء جیسا شر دماغ سازشی میسر آیا جس نے شہید مظلوم سیدنا حسینؓ کی شہادت تک مرکزی کردار ادا کیا۔

60ھ میں جب امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا سانحہ ارتحال پیش آیا تو کوفہ کے کچھ منافقوں نے سیدنا حسینؓ کو خط لکھا کہ ''حسینؓ! تجھ کو مبارک ہو معاویہ مر گیا!'' سازش اور فساد کا آغاز یہیں سے ہوتا ہے۔ کوفیوں نے سیدنا حسینؓ کو خطوط لکھے، خلافت پر متمکن ہونے کی دعوت دی اور کہا کہ ہمارا کوئی امام نہیں، میدان خالی ہے۔ پھل پک چکا ہے، آیئے! ہم آپ کو امام مانتے ہیں۔ تاریخ کی روایات میں ہے کہ سیدنا حسینؓ کو بارہ ہزار خطوط لکھے گئے۔ آپ نے حالات کا جائزہ لینے کیلئے اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجا۔ پہلے ہزاروں کوفیوں نے ان کی بیعت کی، پھر انہیں بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا۔ چنانچہ جب سیدنا حسینؓ مقام ثعلبیہ پر پہنچے اور انہیں معلوم ہوا کہ مسلم بن عقیل کو شہید کر دیا گیا ہے۔ تو آپ نے جناب مسلم بن عقیل کے بیٹوں سے مشورہ کے بعد یزید سے ملاقات کا فیصلہ کر لیا۔ حضرت مسلم بن عقیل کے بیٹے بھی آپ کے ساتھ تھے اور اسی مقام سے کوفہ کی بجائے شام کا سفر شروع کیا۔ ابن زیاد اور شمر جو مسلم بن عقیل کے قتل میں براہِ راست شریک اور ملوث تھے، انہوں نے سمجھ لیا کہ اگر سیدنا حسینؓ 'یزید کے پاس پہنچ گئے تو اصل سازش عیاں ہو جائے گی اور مفاہمت ہو جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے آپ کا راستہ روکا اور اپنے ہاتھ پر یزید کی بیعت کا مطالبہ کیا۔ سیدنا حسینؓ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا: ''ابن زیادہ کے ہاتھ پر یزید کی بیعت؟ یہ میری موت کے بعد ہی ممکن ہے''۔ سیدنا حسینؓ کا یہ فیصلہ عین حق تھا اور غیرت حسینؓ کا یہی تقاضا تھا۔ پھر میدان کربلا میں سیدنا حسینؓ نے جو تین شرائط پیش کیں، اُن پر ائمہ اہل سنت اور ائمہ اہل تشیع متفق ہیں اور دونوں طبقوں کی کتابوں میں موجود ہیں۔ جو ''تاریخ ابن کثیر''، ''تاریخ طبری'' اور شیعہ کی مشہور کتاب ''الشافی'' میں مرقوم ومرتسم ہیں۔ کچھ یوں ہیں۔ ''میری تین باتوں میں سے ایک بات پسند کر لو۔ یا میں اس جگہ لوٹ جاتا ہوں جہاں سے آیا ہوں، یا تم میرے راستے سے ہٹ جاؤ اور مجھے یزید کے پاس جانے دو۔ کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ پر رکھ دیتا ہوں، وہ میرا عم زاد ہے۔ پھر وہ میرے متعلق خود اپنی رائے قائم کرلے گا۔ یا پھر مجھے مسلمانوں کی سرحدات میں سے کسی سرحد کی طرف روانہ کر دو تو میں وہیں کا باشندہ بن جاؤں گا پھر جو نفع اور آرام وہاں کے لوگوں کو حاصل ہوگا، وہی مجھے بھی مل جائے گا۔ اور جو نقصان اور تکلیف وہاں کے لوگوں کو ہوگی، وہی مجھے بھی پہنچے گی (''الشافی'' ص 71)

یہی وہ تین شرائط ہیں جو اہل سنت کے لیے فیصلے کا معیار ہیں۔ اصل مجرموں کی شناخت کے لیے بھی یہیں سے حقیقی بنیادیں فراہم ہوتی ہیں۔ ان شرائط کے مطالعہ کے بعد کسی قصے، کہانی، افسانے اور تحقیق کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی اور حقائق کھل

کر، ابھر کر اور نکھر کر سامنے آ جاتے ہیں۔

جو لوگ آج آلِ رسول اور اہل بیت رسول علیہم السلام کی محبتوں کا واسطہ دے کر حق و باطل کے خانہ ساز معرکے اٹھا رہے ہیں اور فرقہ واریت کو ہوا دے رہے ہیں۔ ان کی ساری خرمستیاں، سبائی دولت، اشتری حیلوں، حکیمی تجبر اور مختاری چالوں کا مظہر کامل ہیں۔ یہود و مجوس کی ساری تگ و دو اس نکتہ پر مرتکز ہے کہ تاریخ، ادب، سیاسیات، سماجیات اور اعتقادات کے ہر ہر گوشے میں شرک اور نفاق کے سانچوں میں ڈھلے ہوئے بت کھڑے کر دیئے جائیں۔ میدان جنگ میں عبرتناک شکست اور ذلت آمیز موت سے پے در پے دوچار ہونے والے اعداءِ رسول و اعداءِ اصحاب رسول کے پاس یہی ایک انتقامی حربہ تھا جو پوری قوت سے مسلسل آزمایا گیا اور آزمانے والے وہی تھے کہ فتنہ و سازش اور شرک و نفاق جن کی فطرت وطینت، ضمیر وخمیر، سرشت و خصائل اور فکر و نہاد کے اجزاء ترکیبی ہیں۔ جس کا دردناک مظاہرہ شہادت عثمانؓ کی صورت میں ہو چکا تھا۔

''بندگی بوتراب'' کا نعرہ سرزمینِ عجم کو اسی لئے راس اور خوش آیا کہ یہاں صنم پرستی، شاہ پرستی، اور شخصیت پرستی مزاجوں کا حصہ ہو چکی تھی۔ جہاں بندگیٔ طاقت و دولت آئین ہائے کہنہ و نو کے متن واحد کا درجہ رکھتی تھی، ایسی رت میں، ایسے ماحول میں اور ایسے موسم میں خبیثانِ عجم، یہود و مجوس کے لئے سازگاری ہی سازگاری تھی۔ چنانچہ ملت ابراہیمی کی عالمگیر وحدت کو پارہ پارہ، اور امت محمدیہ کی ابدی شوکت وسطوت کو مجروح و مسخ کرنے کے لئے آلِ رسول علیہم الرضوان کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا اور کربلا مقتل گاہِ آلِ رسول بنا دی گئی۔ سبطِ رسول شہید کر دیئے گئے اور انہی کے نام پر ایک نیا دین گھڑا گیا، ایک نیا دھرم متعارف کرایا گیا جس کے پجاری و بیوپاری گزشتہ تیرہ سو سال سے اسلام کے صدر اوّل میں اپنی جانکاہ ہزیمتوں کا انتقام لے رہے ہیں لیکن یہ دین اسلام ہے کہ خون صحابہؓ اور اسوۂ و آثار اصحابِ رسول علیہم الرضوان اس ناقابل تسخیر قلعہ کی فصیلیں ہو گئی ہیں۔ جب تک دنیا قائم ہے، سیدنا حسینؓ کا نام گونجتا رہے گا اور اسلام کی آبیاری کے لئے جان و مال قربان کرنے والوں (صحابہ کرامؓ) کا نام بھی تا ابد تابندہ رہے گا۔

سانحہ کربلا کے سلسلے میں اہل سنت کا اجماعی موقف یہ ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو ٹھیک اسی طرح دھوکہ دیا گیا جس طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دھوکہ دے کر شہید کیا گیا۔ اس سانحۂ عظیم اور حادثۂ فاجعہ کو سمجھنے اور حقیقی سازشی کرداروں سے آگاہی کے لیے شہادت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے محرکات اور اسباب و عوامل کو جانچنا اور مجرموں کو پہچاننا ضروری ہے۔ سیدنا حسینؓ نے اپنے خطبہ میں خود فرمایا کہ ''میرے گروہ کے افراد نے مجھے دھوکہ دیا'' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ، کوفی دھوکہ بازوں اور منافقوں کی سازش کا شکار ہوئے۔ انہوں نے مکہ سے ثعلبیہ تک کا سفر خلافت کے لیے فرمایا۔ سازش عیاں ہونے پر ثعلبیہ سے کوفہ کی بجائے شام کا رخ اختیار کیا۔ یوں کربلا کا سفر، سفر قصاصِ مسلم بن عقیل ہے۔ کربلا میں آپ نے یہ بھی فرمایا ''میں اصلاحِ احوال کے لیے آیا ہوں'' پھر تین شرائط مفاہمت کی پیشکش ہیں۔ سیدنا حسینؓ نے اگر یزید کی بیعت نہیں کی تو یہ ان کا اجتہادی حق تھا۔ بحیثیت صحابی رسول وہ اپنے اجتہاد پر قائم رہنے یا اس سے رجوع کرنے کا حق رکھتے تھے کہ مجتہد دونوں صورتوں میں ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ چنانچہ مکہ، ثعلبیہ اور کربلا تینوں مقامات پر جوں جوں صورتحال آپ پر واضح ہوتی گئی، آپ کا اجتہادی موقف بھی بدلتا رہا۔ اور سازشی کردار بھی واضح ہوتے چلے گئے۔ کربلا میں یقیناً ظلم ہوا۔ اس ظلم میں ملوث سازشی ناقابل معافی ہیں۔

ماہانہ مجلس ذکر
دارِ بنی ہاشم ملتان
26 فروری 2004ء

# بڑا آدمی

ضبطِ تحریر: سید عطاء المنان بخاری

اصلاحی بیان
حضرت پیرجی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
—امیر—
مجلس احرار اسلام پاکستان

**نحمده ونصلی علی رسوله الكريم امّا بعد فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم يا ايها الذين اٰمنو اتّقوالله وقولوا قولا سديد ايّصلح لكم اعمالكم ويغفرلكم ذنوبكم ومن يّطع الله ورسوله فقد فاز فوزاً عظيما صدق الله مولانا العظيم .**

دوستو بزرگو! پورا مہینہ اس دن کا انتظار رہتا ہے کہ احباب اللہ کے ذکر کے لئے جمع ہوں گے اور ہم اپنے اللہ کو منانے کی کوشش کریں گے۔ ہماری یہ مجلس محض اللہ کی رضا کے لئے ہوتی ہے اس کا مقصد اپنے گناہوں کی معافی اور اللہ کی ذاتِ پاک کا ذکر کرنا ہوتا ہے اللہ جلّ شانہ ہمارے اس بیٹھنے کو قبول و منظور فرمائیں۔ دنیا میں ہر آدمی خواہش کرتا ہے کہ بڑا آدمی بن جاؤں۔ اللہ جلّ شانہ سب سے بڑے ہیں اللہ سے بڑا کوئی نہیں۔ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ صفات اس آدمی کی بتائی ہیں جو حقیقت میں بڑا ہے کہ آدمی، مال، اقتدار یا عہدے سے بڑا نہیں ہوتا بلکہ اللہ جلّ شانہ اور نبی علیہ السلام کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنے سے بڑا بنتا ہے۔ آج اس سلسلے میں تین حدیثیں آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرنی ہیں۔

سب سے پہلی حدیث، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! سب سے افضل کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا..... ہر وہ شخص جس کا دل مخموم ہو اور زبان صُدوق ہو، لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ! صُدوق تو ہم سمجھتے ہیں کہ سچّے کو کہتے ہیں، مخموم القلب کون ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا مخموم القلب وہ شخص ہے جو صاف ستھرا پرہیز گار ہو، کوئی گناہ اس کے ذمے نہ ہو، نہ کسی پر زیادتی کی ہو، نہ کسی سے کینہ رکھتا ہو اور نہ کسی سے حسد کرتا ہو۔ سچائی انسان کے افضل اور بڑے ہونے کی بنیاد ہے، جھوٹا آدمی بڑا نہیں ہوتا۔ دین سچائی سکھاتا ہے۔ سچ اور جھوٹ میں تمیز دین پیدا کرتا ہے۔ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا اَلتَّقویٰ ھٰھُنَا دل کی طرف تین مرتبہ اشارہ کیا۔ دل میں اللہ کا ڈر رہتا ہے، جس دل میں اللہ کا ڈر پیدا ہو گیا وہ پرہیز گار بن جائے گا، وہ لوگوں کو ستائے گا نہیں، دل آزاری نہیں کرے گا، رسوا نہیں کرے گا، جھوٹی گواہی نہیں دے گا، تہمت نہیں لگائے گا، بدعہدی نہیں کرے گا کینہ پرور نہیں ہو گا، نیک خُو بن جائے گا، اُس کے وجود سے امن پھوٹے گا۔ جو آدمی اللہ سے ڈرنے والا بن جائے، اُس سے ہمسائے بھی خوش ہوں گے، گھر والے بھی امن میں رہیں گے معاشرے میں بھی اس کے وجود سے امن رہے گا۔ فتنہ پرداز وہی آدمی ہے جو اللہ سے نہیں ڈرتا۔ دنیا بھر میں نظام حکومت چلانے والے مسلمان ہوں یا غیر مسلم، ان کے ہاں خدا کے خوف کا تصور نہیں، حکمران اور سیاست دان دونوں اللہ کے

خوف سے عاری ہیں۔ان کے دلوں پر پتھر پڑے ہوئے ہیں۔اللہ کا خوف نہ ہونے کی بنیاد پر ملک میں بدامنی پیدا کرتے ہیں،فحاشی وبدمعاشی پیدا کرتے ہیں،ظلم کرتے ہیں،جوا کراتے ہیں،عوام الناس کے حقوق کا خیال نہیں کرتے اللہ کے حقوق کا خیال نہیں کرتے اور اپنے منصب کوکما حقہٗ،پورا نہیں کرتے۔جو آدمی اپنے منصب کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا وہ بڑا ظالم ہے اور ظلم کرنے والے کو اللہ معاف نہیں کریں گے۔

دوسری حدیث،حضرت حسن بصریؒ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ’’دنیا کی بڑائی مال سے ہے۔‘‘ دنیا کا معمول یہ ہے کہ لوگ مال دار کوسلام کرتے ہیں،حالانکہ ساری بزرگی اور شرافت‘ تقویٰ پر منحصر ہے جو آدمی اللہ سے نہیں ڈرتا وہ شریف اور بزرگ نہیں ہوسکتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بڑائی میری چادر ہے اور بزرگی میرا لباس ہے جوکوئی ان میں سے ایک بھی مجھ سے لینا چاہے گا اسے مَیں آگ میں داخل کروں گا۔

تیسری حدیث حضرت مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ’’میرے پاس یہ خبر پہنچی ہے کہ لوگوں نے لقمان بزرگ سے پوچھا کہ آپ میں یہ بزرگی جو ہمیں نظر آرہی ہے کیسے ملی؟ جواب دیا میں نے ہمیشہ سچ بولا ہے‘ کبھی کسی واقعہ کوتوڑ مروڑ کر پیش نہیں کیا،امانت کے پورا کرنے سے مجھے عزت ملی۔‘‘ امانت کئی قسم کی ہے،دین بھی امانت ہے،مال بھی امانت ہے مشورہ بھی امانت ہے راز بھی امانت ہے اور سب سے بڑی امانت دین ہے وہ آدمی جس کے پاس دین پہنچ گیا اور وہ اس کو بیان نہیں کرتا وہ خائن ہے اور انبیاء علیہم السلام کی سنتِ متواترہ ہے کہ کوئی نبی خائن نہیں ہوا،امین ہوا ہے اور جو کچھ اللہ کی طرف سے ان کے پاس پہنچا،انہوں نے چھپایا نہیں،بیان کیا ہے اور دنیاوی اعتبار سے امین اُس کو کہتے ہیں جو کسی کے مال میں تبدیلی نہ کرے، خیانت نہ کرے۔حیا بھی امانت ہے جو آدمی حیا کا پاس نہیں کرتا،پڑوسی کی حیا کا خیال نہیں کرتا،اپنے گھر کی حیا کا خیال نہیں کرتا وہ بھی خائن ہے۔تیسری بات یہ فرمائی کہ جو باتیں میرے کام کی نہ تھیں ان سے میں الگ تھلگ ہوگیا،بے کار اور فضول باتوں کو میں نے چھوڑ دیا،یہ میری بزرگی اور شرافت کا سبب بنی ہیں۔تین باتیں کیا ہوئیں:

(1) میں نے ہمیشہ سچ بولا۔

(2) میرے پاس جو امانت رکھی،میں نے اس میں خیانت نہیں کی۔

(3) جو باتیں کام کی نہیں تھیں ان سے میں الگ ہوگیا۔یہ انسان کی بڑائی کا راز ہے۔آدمی‘ بڑا سچ بولنے سے بنتا ہے سچ بولے گا تو اللہ کی عبادت ٹھیک کرے گا،خداوندِ قدوس کو وحدہٗ لاشریک مانے گا،آپ ﷺ کی ختم نبوت کا ڈنکا بجائے گا،آخرت کا فکر کرے گا، امانت رکھے گا،لوگوں کے ہاں عزت پائے گا‘ اللہ کے ہاں بھی عزت والا ہوجائے گا اور اگر بے کار باتوں میں مشغول ہوگیا تو اچھے کام اس سے چھوٹ جائیں گے‘ اچھے کام نہیں کرسکے گا۔اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں آپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلا کر بڑا بنادے،بڑا آدمی وہی ہے جس سے اللہ راضی ہوگیا اور جس سے اللہ راضی نہیں وہ کچھ بھی ہوجائے‘ بڑا آدمی نہیں ہے۔

**وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربِّ العلمین .**

# اسلامی سال نو کا پیغام

## اُمتِ مُسلمہ کے نام

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قرآن میں ارشاد ہے: ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشرا شھراً فی کتاب اللہ یوم خلق السموٰت والارض منھا اربعۃ حرم ذالک الدین القیم فلا تظلموا فیھن انفسکم و قاتلوا المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافہ، واعلموا ان اللہ مع المتقین.

''اللہ کے ہاں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہیں۔ اللہ کے حکم میں جس دن اس نے پیدا کئے تھے آسمان وزمین' ان میں سے چار مہینے ادب کے ہیں، یہی سیدھا دین ہے۔ سو ان میں اپنے اوپر ظلم مت کرو اور سب مشرکوں سے ہر حال میں لڑو جیسے وہ تم سے ہر حال میں لڑتے ہیں اور جان لو اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔'' (پارہ: ۱۰، التوبہ، آیت ۳۶)

اسلام میں دنوں، مہینوں اور سالوں کی حیثیت وہ نہیں جو دیگر اقوام میں تھی یا اب بھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے صرف دو عیدوں کو شرعی حیثیت بخشی اور بس! مگر مسلمانوں نے کافرانہ تہذیبوں کے اختلاط اور ان کے سماجی رسم ورواج سے متاثر ہو کر یا مقابلہ و تقابل میں مبتلا ہو کر اسلامی تہواروں کی وہ کثرت پیدا کی کہ دوسری قوموں سے ہیچ ہو کر رہ گئے۔ اسی طرح کچھ لوگوں نے مسلمانوں کے سالِ نو کے آغاز کو ہندومت سے متاثر ہو کر رونے پیٹنے اور سر میں خاک ڈالنے کی رسوم بد کے لئے مخصوص کر دیا۔ حالانکہ خیر وبرکت اور مبارک وسعادت سے ہونا چاہیے۔

نئے اسلامی سال کا پیغام یہ ہے کہ اسلام کو ماننے والے اس کی حاکمیت کو بغیر کسی حیل وحجت کے تسلیم کرلیں۔ مصلت وقت، پالیسی اور عقلیّت کے پیچھے نہ بھاگیں۔ اسلام اور عقل دونوں اللہ کی نعمتیں ہیں۔ عقل کی نعمت اس لئے بخشی کہ تمدن پیدا کیا جائے، معاشرہ میں سلامتی کی راہ ہموار کی جائے اور یہ بھی مسلمہ امر ہے کہ اس دنیا میں اسلام کے بغیر سلامتی کا تصور ہی ادھورا ہے۔ سلامتی' اسلام کو تسلیم کرنا ہے۔ اسی سے سلاست روی جنم لیتی ہے۔ انسانیت کا اونچا مقام ومرتبہ یہی ہے کہ عقل سلیم اور فہم مستقیم سے اس دارالعمل کو کارگاہِ خیر بنا دیا جائے۔

تمدن اور سلامتی معاشرہ میں خیر غالب سے عبارت ہے اور جو عقل' خیر کو غالب نہیں کرپاتی، عقل نہیں جہل ہے۔ قرآن کریم میں اسی عقل سلیم کو غور وفکر کی بار بار دعوت دی گئی ہے اور ان مفکرین کی جو صفات بیان کی گئی ہیں، اسی کی بنیاد پر پوری کائناتِ انسانی اور اہل ایمان کو دوہری دعوت دی گئی ہے۔ ایک جگہ اہل ایمان کو خصوصی خطاب کیا گیا ہے۔

یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطٰن

''اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی اتباع مت کرو۔'' (پارہ: ۲، البقرۃ، آیت: ۲۰۸)

ایمان والوں کو دوبارہ دامن اسلام میں مکمل آ جانے کی دعوت حکم کی صورت میں دی جارہی ہے۔ایسا کیوں ہے؟عقل وبصیرت والے غور کریں،تفکر کریں تو جواب مل جائے گا کہ ایسا اسلام جو تن آسانیاں بخشے،راحتیں وافر عطا کرے،جس میں کلفتیں آسائشوں میں تبدیل ہو جائیں وہ اسلام تو قبول کرلیا جائے لیکن ایسا اسلام جو نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے مطابق سراپا جہد زندگی گزارنے کا مطالبہ کرتا ہو،جس میں وقت،مال وجان اور عزت وآبرو بھی قربان کرنا پڑے،مشکلوں،مصیبتوں اور آفتوں کو خندہ پیشانی سے قبول کرنا پڑے،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح موت کو سرابِ زندگی سے زیادہ لذیذ ماننا پڑے۔وہ اسلام نہ قبول کیا جائے۔تو یاد رکھیے!یہ اسلام من پسند تو کہلائے گا،خدا پسند نہیں۔اور ایسے مسلمان اسلام کی اپوزیشن سمجھے جائیں گے۔اس لئے کہ اسلام کی عملی تصویر صحابہ کرامؓ نے پیش کر کے بتادیا کہ اسلام میں پورا داخل ہونے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟اگر ہمارے سامنے لاکھوں صحابہؓ کی زندگی نہ ہوتی تو اتباع کا مسئلہ یقیناً سوال بن جاتا۔لیکن اب تو موجودہ مسلمان اور ان کا اسلام جو سلامتی سے محروم ہے،سلامت روی سے مہجور ہے،تمدن اور خیر غالب سے دور ہے،خود سوال بن کے رہ گیا ہے۔اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ موجودہ مسلمان خوردہ فروش سے لے کر حکمران تک سیاست،مصلحت،وقت کی نزاکت،حالات کا تقاضا،پالیسی،حکمتِ عملی،لبرل ازم،روشن خیالی اور سائنٹیفک اپروچ ایسے خوبصورت الفاظ کی بدصورت تفسیر کا صید زبوں ہے۔اور یہ بربادی ''خطوات الشیطٰین'' کی اتباع کی بدولت ہے۔

اللہ نے اسلام نازل کیا تو اس کے نفاذ اور اس کی حاکمیت کے قیام کیلئے اسوۂ رسول اکرم ﷺ اور اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی بخشا یعنی قانون اور طریقۂ نفاذ دونوں عطا فرمائے۔ایسا ہرگز نہیں کہ شریعت تو دے دی مگر اس کے نفاذ کیلئے ہماری سوچ اور اپروچ کو معیار اور سند بنا دیا گیا ہو۔پس ایسے لوگ جو خود کو سند بناتے اور منواتے ہیں۔اپنی تعبیر کو اللہ کی منشا کہتے ہیں اور اپنی تفسیر کو اللہ کا فیصلہ کہہ کر سناتے اور مخلوق کو بہکاتے ہیں،قرآن نے انہی لوگوں کو کہا ہے۔

**لَا یُفْلِحُوْنَ** ''وہ کامیاب نہیں ہوں گے''

قرآن ان لوگوں سے یوں بھی مخاطب ہوتا ہے:

**مَالَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْن** ''تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کیسے فیصلے کرتے ہو''؟

خدا جانے تمہیں کیا ہو گیا ہے
خرد بیزار دل سے دل خرد سے

اس بدحالی میں جو قوم یا جماعت فلاح کے لئے غیروں کے دروازے سے خیر کی بھیک مانگتی ہو،بار بار در بدر خاک بسر ہوتی ہو،قرآن انہیں کہتا ہے:

**لَابُرْھَانَ لَہٗ بِہٖ فَاِنَّمَاحِسَابُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ**

''اس کے پاس کوئی بھی دلیل نہیں سو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہوگا۔''(پارہ:۱۸،المومنون،آیت:۱۱۷)

یعنی دنیا وآخرت کے گھاٹے کے سوا انہیں کچھ حاصل نہ ہوگا۔

وہ شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اُسے کسی صورت میں یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ مسلمان کہلاتے ہوئے صرف دنیا کی زندگی کے لیے وقف ہو کے رہ جائے۔صرف دنیا کی زندگی کے لیے جدوجہد تو کافروں اور مشرکوں کا مطمح نظر ہے کیوں کہ موت کے

بعد کی حیاتِ طیبہ پر ان کا عقیدہ ویقین نہیں ہے اور مسلمان کہلانے والوں کا تو یقین ہی یہ ہے کہ ''الدنیا مزرعۃالاخرۃ'' دنیا آخرت کی کھیتی ہے (ارشادِ رسول علیہ السلام) یعنی کاشت دنیا کی زندگی میں کرنی ہے اور کٹائی موت کے بعد کرنا ہے مسلمانوں کی ساری جدوجہد کا خلاصہ ہی یہ ہے کہ دنیا میں زندگی کے تمام شعبوں میں جُہد للبقاء، اور ارتقاء، کے نام پر جتنی محاذ آرائی کی جارہی ہے اس محاذ آرائی کا رُخ موڑ دیا جائے اور اس جُہد للبقاء اور ارتقاء انسانی کا مرکزی فکر جُہدِ للعُقبیٰ بنا دیا جائے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ آج کا انسان ایک مرتبہ پھر ترقی، ارتقاء، اکتشافات، اور علم کے زُعم میں تنزل، رجعت، گم گشتگی اور جہالت کے لق ودق صحرا اور وادیٔ فنا میں اتر جانے کیلئے سرپٹ دوڑتا ہے۔ ان حالات میں دعوتِ احرار یہ ہے کہ عام مسلمان جو غفلت وخواہشات کی ابلیسی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں انہیں جھجوڑا، جگایا اور آزاد کرایا جائے۔ محض دنیا کی جھوٹی تمناؤں میں گھری ہوئی امت کی کشتی کو ساحلِ مراد تک پہنچایا جائے۔ تاکہ اُمت کو دنیاوی سلامتی واُخروی فلاح ونجات مل سکے۔ دنیا میں سلامتی اور آخرت میں نجات صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم مل کر ایک مضبوط طریقہ کار سے اپنے آپ کو انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی روشن راہ پر ڈالیں کیونکہ یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر منزل مراد حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہی وہ راستہ ہے جسے قرآن کریم نے واضح اور دوٹوک لفظوں میں بزبان حضور خاتم النبیین ﷺ یوں بیان فرمایا۔

وَ اَنَّ هٰذا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیماً فَا تَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِهٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ o

''تحقیق بے شک وشبہ یہ میرا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے (صراطِ مستقیم ہے) تم اسی راہ پر چلو اور دوسرے راستوں پر مت چلو (دیگر نظام زندگی مت اپناؤ) پس وہ تمہیں اس سیدھے راستے سے جُدا کردیں گے۔ اسی کی تاکید ہے تمہیں، تاکہ تم دوسرے راستوں سے بچو۔''

(پارہ:۸، الانعام، آیت:۱۵۳)

اس راستے کے تمام راہ نوردوں کو یہ بات ہر وقت پیش نظر رکھنی چاہیے کہ اس راستے پر چلتے ہوئے قربانی وایثار کی بلند صفتیں اپنے اندر پیدا کرنا بہت ضروری ہیں کیونکہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی دیگر صفاتِ عالیہ کے ساتھ ساتھ ایثار وقربانی ان کی بنیادی خصوصیت اور صفت قرار دی گئی ہے۔

یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْکَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (پارہ:۲۸، الحشر، آیت:۹)

''وہ اپنی جانوں کا ایثار کرتے ہیں اگرچہ خود فاقہ سے ہوں۔''

ہم نے جب اس راستہ پر چلنے کا قصد کیا ہے اور منزل تک پہنچنے کا عزم کیا ہے تو پھر ہمیں بھی ایثار کرنا ہے۔ کس چیز کا ایثار؟

وقت کا، مال کا، جان کا ایثار، ہمت کا، توانائی کا، عزم کا ایثار، ذہانت کا، دیانت کا شعور کا ایثار

غرض یہ کہ وہ تمام توانائیاں جو انسانی معاشرہ کے باطنی حسن وجمال کو اجاگر کریں اور سماج کے ظاہری نظام کو رعنائیاں بخشیں اور امت کو صراطِ مستقیم پر لے آئیں۔ اس راہ میں بغیر کسی دنیاوی لالچ کے صَرف اور قربان کردی جائیں۔ کیونکہ امت کو صراطِ مستقیم پر لانے کا کام ایسا خوبصورت، حسین وجمیل، پُرکشش، سُہانا اور من بھاونا ہے کہ اس پر عزت وناموس بھی نثار ہوجائے تو یہ سودا سستا ہے مہنگا نہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (پارہ:۱۱، التوبہ، آیت:۱۱۱)

''بے شک اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر کہ ان کے لیے جنت ہے۔''

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جا و بے جا اپنی توانائیاں ضائع کی جائیں بلکہ حالات کا جائزہ لے کر مستقبل کے نتائج پر غور وفکر

کر کے پھر عملی قدم اُٹھایا جائے تا کہ عاقبت میں بے تدبیری کا خمیازہ نہ بھگتنا پڑے۔ بہ قول حضرت سعدی شیرازی رحمہ اللہ:

زمینِ شور سنبل برنیارد

درو تخمِ عمل ضائع مگرداں

شور، کلر اور سیم زدہ زمین پھول نہیں اُگاتی، اس میں عمل کا بیج ڈال ڈال کے بیج برباد نہ کر۔

اور حضور رحمت اللعالمین ﷺ کو اللہ پاک نے فرمایا: لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ

''شاید آپ ان کے ایمان نہ لانے کے غم میں رنج کرتے جان دے دیں گے۔'' (پارہ: ۱۹، الشعراء، آیت: ۳)

یعنی ان کی پروا اور فکر چھوڑیں، آپ کے ذمہ صرف بلاغ وابلاغ ہے۔ اس راہ کی مشکل گھاٹی بھی یہی ہے کہ صراط مستقیم پر امت کو لاتے لاتے آدمی تھک جاتا ہے اور حالت کچھ ایسی ہو جاتی ہے کہ چہرہ پژمردہ، اعصاب شکستہ، دل گرفتہ، تھکا تھکا سا، اندر سے ٹوٹا ہوا، بکھرا ہوا آدمی، کھویا کھویا سا نظر آتا ہے۔ مگر اس کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ کسی اور کو منوانا ہمارے ذمہ نہیں بلکہ پکارنا، بلانا، صدا لگانا ہمارے ذمہ ہے اور بس، دلوں کی دنیا بدلنے والا صرف اللہ ہے اور وہی ہے جو خزاں کو بہار میں بدلتا ہے۔ پس اپنی ظاہری محنت کے ساتھ اس کی بارگاہ میں سربسجود ہو کر ہدایت کی بھیک مانگنا یہ بھی فرض ہے۔ گویا ہدایت عامہ کیلئے اجتماعی دعا و درخواست انبیاء، صدیقین شہداء اور صالحین کا شیوہ ہے۔ ظاہری وسائل کی فراوانی اس وقت تک ہدایت پیدا نہیں کرتی جب تک آہِ نیم شبی اور دعاء سحر گاہی کا آمیزہ ان وسائل کی روح نہ بن جائے اور یہی وہ دعوت ہے جو رنگ لائے بغیر نہیں رہتی۔

پھر ہماری دعوت تو رہبانیت سے پاک ہے۔ ہم تو دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کا رخ موڑنا چاہتے ہیں' مگر ایسے کہ آدمی نہ تو دنیا اور اس کی لذتوں کا بھکاری بن کر رہ جائے اور نہ ہی لبادۂ مکر اوڑھ کر لوگوں کی آرزوؤں کا قتل کیا جائے اور نہ ہی کارکنوں کو معاشی مصیبتوں میں گرفتار کیا جائے۔ بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی معیارِ حق حیات طیبہ کی اتباع کرتے ہوئے یہ دعوت عام کرنی ہے۔

ہماری تمام گزارشات آپ نے پڑھ لیں، ان پر دل کی گہرائی میں ڈوب کر غور وفکر کریں، پھر قلزمِ دل سے اٹھنے والی صدائے لاہوتی پر لبیک کہتے ہوئے ایک جذبۂ صادقہ سے مرصع ہو کر آئیں اور ہمیں اپنی رفاقت کا شرف بخشیں تا کہ ہم آپ کی رفاقت میں اپنی بڑھتی ہوئی طاقت سے حوادث کا رخ موڑیں۔ ثقافت کے طوفان کو روکیں، عداوتوں کا منہ توڑیں اور بغاوتوں کے عفریت کو موت کی وادی میں دھکیل دیں۔ آپ کی رفاقت ہماری حوصلہ افزائی کرے گی، دل بڑھائے گی اور ان شاء اللہ دین کے ارتقائی عمل کو جاری وساری رکھنے کا موجب ہوگی، پھر ہم بھر پور قوت سے منزلِ مراد پا کے رہیں گے۔ اور...... اگر...... خدانخواستہ...... ہم اپنی محنت کا پھل نہ کھا سکے، اپنے جانکاہ عمل کا نتیجہ نہ پا سکے اور صراطِ مستقیم پر اپنی طاقت کے مطابق چل کر بھی دنیا میں منزل مقصود حاصل نہ کر سکے تو یقین کیجئے کہ مرنے کے بعد کی زندگی میں جو حیات طیبہ کہلاتی ہے۔ مجھ سے یا آپ سے ہرگز یہ سوال نہیں ہوگا کہ تم کتنے کامیاب ہوئے، تمہاری محنت کا حاصل کیا نکلا؟ تمہاری بے پناہ جدوجہد کا انجام کیا ہوا؟ بلکہ پوچھا جائے گا تو صرف یہ کہ تمہیں جس قدر نعمتیں اور جتنی توانائیاں بخشی گئی تھیں۔ تم نے میری مخلوق کی دنیا و آخرت کی بھلائی کیلئے کس قدر صرف کیں؟...... کہاں کہاں یہ قوتیں استعمال کیں، کن مقاصد کو تم نے فکر وشعور کا مرکز بنایا، بینائی وتوانائی، دولت وطاقت، جانِ نازک اور عزت وآبرو غرض تم نے کہاں پر ساری نعمتیں کھپا دیں۔ امت کو صراطِ مستقیم پر لانے کیلئے یہ سب کچھ اگر کھپا دیا اور لگا دیا تو قبر وحشر میں ان شاء اللہ جواب دے سکیں گے کہ اے

اللہ! ہم عاجزوں نے آپ کی بخشی ہوئی تمام نعمتیں، قوتیں اور تمام توانائیاں آپ کی مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے بے دریغ لٹا دیں کیونکہ آپ کے نبی گرامی خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد روح کی گہرائی میں رچ بس گیا تھا۔

**اَلخلق کلھم عیال اللہ فاحسن الخلق الی اللہ احسنھم خلقاً اِلَیھم**

''ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ پس مخلوق میں سے اللہ کو وہ بھاتا ہے۔ جو مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔''

اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ حسن سلوک یہی ہے کہ مالی طور پر ناداروں پر مال نثار کیا جائے اور دینی طور پر ناداروں محتاجوں اور بے کسوں پر اپنی ظاہری و باطنی توانائیاں نثار کر کے انہیں شیطان کے چنگل سے نجات دلائی جائے۔

**الیس منکم رجل رشید** ''کوئی ہے جو بڑھ کے امت کی آبرو بچالے۔''

کامیابی، اصلاحِ انقلاب، اور فلاح کی ایک ہی صحیح راہ ہے، ایک ہی طریقہ ہے اور ایک ہی صورت ہے جو حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے بتادیا۔ وہی حق ہے اور وہی آفاقی سچ ہے۔

**لَا یُصْلِحُ آخِرھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اِلَّا بِمَا صَلُحَتْ اَوَّلُھَا**

''اس امت کے آخر کی اصلاح و فلاح اسی طریقہ سے ہوگی؛ جس سے اوّل کی اصلاح ہوئی۔'' (الحدیث)

جب یہ صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے تو پھر ملکی سلامتی کیلیے، قوم کی سلامت روی کے لئے، خیر غالب اور شر مغلوب کرنے کے لیۓ نئے سال کا نیا عزم اور نیا ولولہ لے کر اٹھیں۔ اس بھولے ہوئے سبق کو پڑھیں اور تازہ کر کے عہد کریں اور تجدید میثاق کریں۔

ہے سر بسر تباہی انسان کی حکومت
قائم کرو جہاں میں قرآن کی حکومت

**اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا للہ** ''اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے۔'' (پارہ:۱۳، یوسف، آیت:۴۰)

**اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَلْاَمر** ''سن لو! اسی (اللہ) کا کام ہی پیدا کرنا اور حکم فرمانا'' (پارہ:۸، الاعراف، آیت:۵۴)

**فَالْحُکْمُ للہ الْعَلِیِّ الکَبِیْر** ''اب وہی حکم سب سے بڑا ہے جو اللہ کرے'' (پارہ:۲۴، المؤمن، آیت:۱۲)

**وَمَنْ لَمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللہُ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ**

''اور جو کچھ اللہ نے اتارا، اس کا حکم نہ کریں، سو وہی لوگ کافر ہیں۔'' (پارہ:۶، المائدۃ، آیت:۴۴)

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے بس وہی باقی بتان آذری

**الغازی مشینری سٹور**

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس، تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462501

# حجاب کی حقیقت

حافظ سید عزیز الرحمٰن

سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز وہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس حاضر تھیں کہ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آ گئے، یہ بڑے جلیل القدر نابینا صحابی تھے، انہی کے بارے میں تیسویں پارے کی تیسری سورت (عبس وتولی) بھی نازل ہوئی تھی، انہیں رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی غیر موجودگی میں مدینہ منورہ میں آپ کی نیابت کا شرف بھی حاصل ہے۔

یہ واقعہ اس وقت کا ہے، جب حجاب کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو آتے ہوئے دیکھا تو ام المؤمنین حضرت ام سلمہ اور ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم دونوں پردے میں چلی جاؤ! حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے یہ سن کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ تو نابینا ہیں، وہ نہ تو ہمیں دیکھ سکتے ہیں، نہ پہچان سکتے ہیں، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم بھی نابینا ہو؟ اور تم بھی اسے نہیں دیکھ سکتیں؟ اسے ترمذی اور ابوداؤد کے ساتھ ساتھ مسند احمد میں بھی روایت کیا گیا ہے۔ (ترمذی، رقم 2787، ابوداؤد 4112)

حقیقت یہ ہے کہ اس روایت کے بعد نہ تو کسی قسم کا ابہام باقی رہتا ہے، نہ کوئی شبہ برقرار رہتا ہے بلکہ اگر اسے دیگر روایات اور قرآنی آیات کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حجاب میں، جس کی ضرورت وفرضیت کے باب میں سبھی متفق ہیں، چہرہ نہ صرف شامل ہے بلکہ اس کا سب سے ضروری اور اہم حصہ ہے۔

اس سلسلے میں ایک اور واقعہ کافی اہمیت کا حامل ہے، غزوۂ احد کے موقع پر ام خلاد نامی ایک خاتون کا بیٹا شہید ہو گیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے اپنے بیٹے کے اجر وثواب کی بابت استفسار کیا، اس نے اس موقع پر اپنے چہرے پر نقاب ڈالا ہوا تھا، لوگوں نے از راہ حیرت اس سے سوال کیا کہ تمہارا بیٹا شہید ہو گیا ہے اور تم نے چہرے پر نقاب ڈالی ہوئی ہے؟ ان کا مقصد یہ تھا کہ جوان العمر بیٹے کے سوگ میں تمہیں سر اور چہرہ نہیں ڈھانپنا چاہیے تھا۔ اس صحابیہ خاتون کا جواب بڑا ایمان افروز تھا۔ اس نے کہا کہ ''اگر میں نے بیٹا گم کر دیا ہے تو حیا ہرگز گم نہ کروں گی۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بشارت دی کہ تیرے بیٹے کو دو شہیدوں کا اجر ملا ہے، کیونکہ اسے عیسائیوں نے قتل کیا ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الجہاد)

اس روایت میں بہت سے پہلو ہمارے لئے لائق توجہ ہیں:

ایک تو یہ کہ پردہ اس دور میں رائج تھا، نہ صرف رائج تھا بلکہ مسلمان کی پہچان اور حیا کی علامت تصور کیا جاتا تھا، ورنہ جن لوگوں نے اس کے نقاب پر حیرت ظاہر کی وہ یہ نہ کہتے کہ صدمے کی حالت میں بھی تم نے پردہ کیا ہوا ہے، بلکہ ان کا اعتراض یہ ہوتا

کہ تم نے یہ چہرے کے چھپانے کا مسئلہ کہاں سے لیا ہے؟ اسلام میں تو شرط نہیں ہے؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خاموش رہ کر اس کے اس عمل کو قبولیت کی سند دی اور تقریرِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ تقویت پا کر شریعت مطہرہ کی دلیل اور نص صریح بن گیا۔

قرآن کریم میں تو یہ مسئلہ بہت واضح ہے، جس میں صاف طور پر عورت کے چہرے سمیت تمام مظاہر زینت کو نامحرم مردوں سے چھپانے کا حکم دیا گیا ہے، مثال کے طور پر سورۂ احزاب میں فرمایا گیا، اور جب تم پیغمبر (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بیویوں سے کچھ سوال کرو تو پردے کے پیچھے سے کرو۔ (آیت 53)

پھر اسی آیت میں اس حکم کا سبب اور وجہ بھی بیان فرمادی کہ ''یہ حجاب تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے پاکیزگی کا بہترین ذریعہ ہے۔'' اسی سورۂ احزاب میں دوسرے مقام پر فرمایا: ''اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور زمانۂ جاہلیت کی طرح اپنی زیب وزینت کا اظہار نہ کرو۔'' (آیت 33)

صرف یہی نہیں کہ خواتین کے لئے حجاب کا حکم ہے بلکہ ہر اس کام کی ممانعت کی گئی جو ان کی طرف مردوں کے ادنیٰ میلان کا بھی سبب بنتا ہو، مثال کے طور پر سورۂ نور میں خواتین کو یہ حکم دیا گیا کہ ''اور عورتیں اپنے پاؤں زور زور سے مار کر نہ چلیں، کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے۔'' (آیت 31)

یعنی پیروں کے چلنے کی آواز سے بھی اگر کسی کے متاثر ہونے اور اس جانب متوجہ ہونے کا امکان یا خدشہ ہو تو اس سے بھی بچنے کا حکم ہے اس لئے یہ عام حکم ہے کہ پیر آہستگی سے زمین پر رکھیں اور اپنی چال کو دھیما رکھیں، تا کہ ان کی آواز پیدا نہ ہو، اسی آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عورت کے لئے ہر ایسی حرکت ممنوع ہے، جس سے اس کی چھپی ہوئی زینت کا اظہار ہوتا ہو، یہاں تک کہ اسے عطر اور خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنا بھی ممنوع ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، 2/285)

یعنی وہ بھی غیر مردوں کو متوجہ کرنے کا باعث بن سکتی ہے، سو ایسے میں چہرے ہی کو کھولنے کا حکم یا اجازت دے دی جائے؟ یہ کیسے ممکن ہے؟ اصل میں یہ سوالات اسلام کے مزاج کو اس کی اہمیت کے مطابق نہ سمجھنے سے پیدا ہوتے ہیں، اسلام کا ایک خاص اصول یہ ہے کہ وہ ہر برائی کو پیدا ہونے سے قبل ہی ختم کر دینے کا قائل ہے، وہ نہ صرف برائی پنپنے نہیں دیتا، بلکہ وہ ہر اس رخنے کو ٹھکرا دینے کا قائل ہے، جہاں سے کسی بھی وقت اور کسی بھی صورت برائی داخل ہو سکتی ہے، پردہ اور حجاب بھی اس سلسلے کا ایک حصہ ہے، پردہ بذاتِ خود کوئی مطلوب نہیں، لیکن چونکہ وہ ایک بہت بڑی برائی سے بچنے کے لئے ضروری ہے، اس لئے اس کا حکم اس شد ومد سے دیا جاتا ہے پھر اس مقصد کے لئے چہرہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے اس لئے یہ ہدایت لازمی طور پر اور سب سے پہلے حکم حجاب میں شامل ہوگی۔

........................................................(بقیہ صفحہ: 21 پر ملاحظہ فرمائیں)

# اُن شہیدوں پہ لاکھوں سلام

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

نامرادانہ زیست کرتا تھا
میر کا طور یاد ہے ہم کو

فکر ونظر کی آوارگی، خیال کا فسق وفجور، آگہی ودانش کی دساست، سوچ کی لمحاتی خباثت اور قلبِ ناہموار کے بدکاری کے فیصلے......اسی کا نام سیکولرزم ہے۔ یا یُوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ انفرادی اور اجتماعی عمل کی مکروہ تقسیم اور اس تقسیم کا دینی اعمال، دینی مزاج اور دینی اخلاقیات پر اطلاق، سیکولر ذہنیت، سیکولر رویّے اور سیکولر عمل کا ہدف ہے۔ بہر حال یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سیکولرزم...... ہندو، سکھ، یہودی، عیسائی، بالمیکی، زرتشتی، بدھسٹ، پارسی، مرزائی غرض کہ تمام کفار ومشرکین کا پسندیدہ پیراہن ہے۔ انہی کفار ومشرکین کی پیروی کی وجہ سے جدید سیاسی جماعتیں بھی اپنا سلوگن سیکولرزم ہی بتاتی ہیں اور اسے پاکستان کی اجتماعیت و سلامتی کی ضمانت قرار دیتی ہیں۔ ہمارے نزدیک یہی فرنگی کی فتح ہے کہ اس کا ایجاد کردہ ایک نظریہ مسلمانوں نے نہ صرف قبول کیا بلکہ اس کے ''اسلامی'' ہونے پر اصرار بھی کیا۔

بیسویں صدی کی تیسری چوتھی دہائی میں یہی فکری جنگ لڑی جا رہی تھی۔ سیکولر طبقہ کی نمائندہ جماعت مسلم لیگ نے غیر مسلم طبقات کو اپنی جماعت کا نہ صرف رکن بنایا بلکہ ایک سکہ بند مرزائی ''سر ظفر اللہ خاں'' کو 1946ء میں مسلم لیگ کا عہدیدار بنایا اور پاکستان بن جانے کے بعد پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنایا۔ پاکستان کا وزیر قانون ایک مشرک ''جوگندر ناتھ منڈل'' کو بنایا جو کہ مسلم لیگ کے الیکشنی اور منشوری وعدوں سے الگ تھلگ، متضاد اور متصادم تھا۔ مجلس احرار اسلام نے ظفر اللہ خان اور مرزا بشیر الدین محمود کی شیطانی چالوں کا اندازہ کر لیا اور 1949ء میں سیاسیات سے کنارہ کشی کر کے دین کی حفاظت، دینی تحفظات اور دینی حقوق کی طرف توجہ پھیر دی اور مرزائیت کے تعاقب پر ساری قوت لگا دی۔ 1951-52ء تو اخباری اور تقریری مہم پر صرف ہوئے۔ 53ء میں عملی جدوجہد کا آغاز ہوا اور تحفظ ختم نبوت کے نامِ خوش نام سے اٹھنے والی تحریک' مالاکنڈ ایجنسی سے لے کر ساحل سمندر تک پھیل گئی۔ مارچ، اپریل، مئی...... تین مہینے تحریک تحفظ ختم نبوت کا جوبن تھا۔ تمام منفی قوتیں' دینی طاقت کے سامنے ہیچ ہو کر رہ گئیں اور لوگوں کی دینی محبت کو منہ پھاڑے تکتی رہ گئیں' پھر سیکولر اور لبرل عفریت اکٹھے ہوئے اور ''جنرل اعظم خان'' کی مکروہ قیادت پر متفق ہو گئے۔ اس نے ابن زیاد اور شمر کا کردار انجام دیتے ہوئے پورے پنجاب میں گولی اور گالی کو عام کر دیا اور ملکی تاریخ کا پہلا مارشل لاء لگا دیا۔ لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، گجرات، راولپنڈی، ملتان اور میانوالی وغیرہ میں شیطانی ناچ ناچا گیا بلکہ سیکولرزم کا ابلیس ننگا ہو کے ناچا اور سینکڑوں فدایانِ ختم نبوت خون میں نہلا دیئے گئے۔ شہداء ختم نبوت کے خونِ ناحق سے مسجدیں، دفاتر، بازار، سڑکیں اور گلیاں لالہ زار ہو گئیں۔ فوج کی نگرانی میں شہداء کو جلا کے ان کی راکھ چھانگا مانگا کی جھیل میں بہا دی گئی۔ کسی بیوہ اور کسی یتیم کا درد ٹیس

بن کے ان سیکولر مُرداروں کے قلب تپاں میں نہ اٹھا۔ راون کے تمام ساتھی پاکستان کی مساجد کی بے حرمتی کرتے رہے۔ جوتوں سمیت مسجدوں میں گھس گئے۔ انہوں نے قرآن کریم کو ٹھڈے مارے، حافظوں، قاریوں، مولویوں اور مذہبی عوام کی ڈاڑھیاں نوچیں، ان کے چہروں پہ تھوکا، مادرزاد برہنہ گالیاں بکیں اور کہا کہ تم سب انڈیا کے ایجنٹ ہو، تم پاکستان کے باغی ہو، سفاک سیکولرازم کے سفاک گماشتے، ختم نبوت کے نام لیواؤں کے گھروں میں گھس گئے، باعصمت و عظمت خواتین کی بے حرمتی کی، فحش کلامی کی۔ وہ کونسی گندگی ہے جو نہیں اچھالی گئی؟ وہ کونسی ناپاک حرکت ہے جو اُس وقت پاکستانی فوج اور پولیس سے سرزد نہیں ہوئی؟

آدمیت کے تھے قاتل آدمی
سر برہنہ بے اماں تھی زندگی

مجلس احرار اسلام کے دفاتر کے تالے توڑے گئے، انہیں لوٹا گیا، پچاس برس کا علمی، تاریخی ریکارڈ تباہ کیا گیا، صاف ستھرا کارآمد کاغذ ردّی میں بیچ دیا گیا، باقی ریکارڈ کو آگ لگادی گئی، احرار کا ترجمان روزنامہ ''آزاد'' بند کردیا گیا۔

ع .....ظلم واستبداد تھا چاروں طرف

اور یہ سب کچھ اس پاکستان میں ہوا' جسے اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا، خلافت راشدہ قائم کرنے کے لیے جس سرزمین کو حاصل کیا گیا اور یہ اس جماعت کے مقتدر موذیوں نے کیا جس کا منشور قرآن تھا۔ جو صرف اس لیے الگ سلطنت چاہتی تھی کہ اس کے بقول.....''ہمارا سماجی سیاسی نظام ہندو سے الگ ہے، مسلمانوں کے رویّے اور قدریں ہندو کے رویّوں اور قدروں سے الگ ہیں۔ ہمارا کلچر ہندو کے کلچر سے الگ ہے''.....مگر ہندو نے ہندوستان میں ختم نبوت کے نام لیواؤں کو یوں قتل نہیں کیا، ایسے تاراج نہیں کیا، ایسے نہیں لوٹا، ایسے نہیں جلایا اور مانگا جھیل میں ایسے نہیں بہایا..... یہ حساب ہم نے چکانا ہے' چاہے آخرت میں سہی!

انہی شہیدوں کے مرثیہ میں سیف الدین سیف نے لکھا تھا......

جو آئے تھے ختم نبوت میں کام
کہو ان شہیدوں پہ لاکھوں سلام

سلام' ان حق شناسوں، حق آگاہوں، حق پژوہوں کو' جنہوں نے جنگِ یمامہ میں شہید ہونے والے حق پرست صحابۂ رسول علیہم السلام کی ابدی سنت تازہ کی

سلام' ان وفا کیشوں کو' جنہوں نے محبتِ رسول میں سرمست وسرشار ہوکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منصب ختم نبوت کی حفاظت میں اپنی کڑیل جوانیوں کے نذرانے پیش کیے۔

سلام' اُن ابد بجاں جیالوں کو' جنہوں نے پاکستان کے طول وعرض میں خونِ دل دے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا چراغ جلایا۔

سلام' اُن رہروانِ جادۂ ابدی کو' جو فنا کے گھاٹ اتر کر بقاءِ دوام پاگئے۔

سلام' ان جری اور جیالوں کو' جن کی پامردی واستقلال اور ایثار وشہادت نے جبر واستبداد اور مکر وارتداد کے بندوں کو خونِ وفا کی جھیل میں ہمیشہ کے لیے غرق کردیا۔

سلام خوددار ماؤں کے ان سپوتوں کو جن کی انمول قربانیوں نے مرزائیت کے تمرّد کو ذلت ورسوائی کے گڑھے میں دفن کر دیا۔

سلام صد ہزار سلام ان مقدس روحوں کو جو آج بھی پکار پکار کے کہہ رہی ہیں........

کسے کہ کشتہ نہ شد از قبیلۂ ما نیست

6/مارچ...... یومِ شہداء تحریک تحفظ ختم نبوت (1953ء) ہے۔ انہی شہداء کی یاد میں اس مہینے میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام ملک کے مختلف شہروں میں ''شہداء ختم نبوت کانفرنسیں'' منعقد ہوتی ہیں اور میں سوچ رہا ہوں کہ اب پھر مسلم لیگ کی حکومت ہے اور یہ حکمران چاہیں تو خون کے یہ داغ دھل سکتے ہیں......ورنہ

تو ہی اگر نہ چاہے بہانے ہزار ہیں

## ............................. بقیہ از صفحہ 17 .............................

سوچنے کی بات یہ ہے کہ انسان کو پورے جسم انسان میں خوبصورتی اور حسن کے اعتبار سے کون سا عضو سب سے پہلے متاثر کرتا ہے اور اپنی جانب مائل کرنے کی سب سے زیادہ اہلیت رکھتا ہے؟ کیا وہ انسان جو عورت کے جسم سے اٹھنے والی خوشبو سے متاثر ہو سکتا ہو، جسے عورتوں کی چال اور ان کے قدموں کی آواز اپنی جانب مائل کر لیتی ہو، جیسے عورت کے جسم کے دیگر حصے مثلاً پیر وغیرہ اپنی جانب کھینچ لیتے ہوں، اسے عورت کا چہرہ متاثر نہیں کرے گا؟ وہ جب کسی خوبصورت چہرے کو دیکھے گا تو اس کے جذبات میں کسی قسم کا ارتعاش پیدا نہیں ہوگا؟ استدلال کیا جا سکتا ہے؟

اسی سوال کو ایک اور پہلو سے بھی دیکھا جا سکتا ہے، آرائش وزیبائش حسن کے لئے جو اقدامات عصر حاضر میں رائج ہیں اور خصوصاً بیوٹی پارلرز جن پر خصوصی توجہ دیتے ہیں، ان میں اوّلیت اہمیت اور ترجیح کس چیز کو حاصل ہے؟ کیا سب سے زیادہ وقت، سب سے زیادہ دولت اور سب سے زیادہ صلاحیت چہرے کی نگہداشت اور اس کی زیبائش پر صرف نہیں ہوتی؟ اگر جواب اثبات میں ہے اور یقیناً اثبات میں ہے تو پھر چہرے کو کس بنیاد پر حجاب کی تعریف اور اس کے حکم سے خارج کیا جا سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ ہمیں غور وفکر کی توفیق اور فہم سلیم عطا فرمائے۔ آمین


## ماھانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

☆ دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ☆ 25/مارچ 2004ء بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی **سید عطاء المہیمن بخاری** دامت برکاتہم

(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم جامعہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961

# آگ لگی ہے گلشن گلشن

سید یونس الحسنی

جس کے قدموں کو ایک بار لغزش آ جائے' وہ اپنی قامت پر راست کبھی نہیں رہ سکتا' جو کسی کے قبالے میں آ جائے' اُس کی قائم مزاجی غارت ہو جاتی ہے اور جو بے حسی کا نخچیر محض ہو' اُس میں احساسِ حال کی بوقلموں کیفیات مفقود ہو جاتی ہیں۔ بدقسمتی سے ہماری حکومت حاضرہ ایسی ہی ناخوشگوار و نا سعید حالتوں کی معجون مرکب ہے' وہ قائم بالغیر بھی ہے اور گھمبیر قومی معاملات میں قاف و دال کی رسیا بھی۔ ''زمینی حقائق'' کے نام پر طالبان کو مروایا، کشمیر پالیسی سے پسپائی اختیار کی اور اب ایسا فاؤل پلے کیا ہے جس کی مثال ملنا ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے۔ وطن عزیز کے ایٹمی پروگرام پر یہ حسبِ عادت اپنی نیت ثابت رکھ سکی ہے نہ بھری۔ یہ سب کچھ بھی ہمارے صدرِ ذی جبر کے دلبرِ صید گر مسٹر بش کے کہنے پر ہوا مگر اس دفعہ ''حقیقت'' کا ذکر کرنے کی بجائے انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی کی طرف سے جاری کردہ ایک مراسلے کا بہانہ بنایا گیا کہ اس میں پاکستان کے چند نامور ایٹمی سائنسدانوں کا نام لیا گیا تھا۔ اسے حسن اتفاق کہیے یا حق گوئی کہ مذکورہ ایجنسی کے سربراہ محمد البرادعی نے اپنی طرف سے وضاحت کر دی کہ ہم نے کسی کا نام تک نہیں لیا۔ پھر اچانک ایک ''تماشبین اخبار'' نے ایران اور لیبیا کے بعض ذمہ داران سے منسوب بیانات شائع کیے' جن میں کہا گیا تھا کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور ان کے بعض رفقاء نے ہر دو ممالک کے نیوکلیر پروگراموں میں بھرپور معاونت کی اور ضروری ٹیکنالوجی بھی فراہم کی۔ جنرل پرویز نے آؤ دیکھا نہ تاؤ' کے آرایل کے ان عظیم فرزندانِ وطن کو ڈی بریفنگ کے نام پر حراستی تحقیقات کے مختلف تکلیف دہ مراحل سے گزارنا ضروری سمجھا اور اُن سے وہ کچھ اگلوایا جو انہوں نے کیا ہی نہیں' حتیٰ کہ ایٹمی پروگرام کے خالق قومی ہیرو ڈاکٹر خان سے بائی بلٹ معافی بھی منگوالی۔ بعد ازاں پریس کانفرنس کر کے ایران اور لیبیا کے خوب لتے لیے۔ معاً حالات نے نئی کروٹ لی۔ ایران اور لیبیا کے رہنماؤں نے ڈنکے کی چوٹ پر جنرل صاحب کے الزامات کی مکمل تردید کر دی اور اعلان کیا کہ ہمیں کسی پاکستانی سائنسدان نے کوئی معلومات یا ٹیکنالوجی نہیں دی بلکہ ہم نے کھلی بلیک مارکیٹ سے مڈل مین کے ذریعے حاصل کی۔ شمالی کوریا نے کئی قدم آگے بڑھ کر واضح کیا کہ پاکستان سے ہمیں کچھ بھی نہیں ملا۔ نیز یہ سارا ٹوپی ڈرامہ صدر امریکہ کا تخلیق کردہ ہے جس کے بہانے وہ مختلف طے شدہ اوقات میں ایران، پاکستان اور شمالی کوریا کے خلاف معاندانہ کارروائیاں کرنا چاہتے ہیں۔ اس تردیدی بیان کے دوسرے ہی دن مسٹر بش نے امریکن نیشنل یونیورسٹی میں انتخابی سلسلے کی تقریر کرتے ہوئے بڑے جذباتی انداز میں کہا کہ:

> ''ہم ایٹمی ہتھیاروں کی ٹیکنالوجی پھیلانے والے تمام افراد کا ایک ایک کر کے سراغ لگالیں گے اور ایٹمی تجارت بند کرادیں گے اور ایٹمی پھیلاؤ کے ذمہ داروں کے خلاف براہِ راست کارروائی کی جائے گی۔ ان کے میٹریل پر قبضہ کر لیا جائے گا اور اثاثے منجمد کر دیئے جائیں گے۔''

دورانِ تقریر ڈاکٹر عبدالقدیر کا ذکر کرتے ہوئے وہ انتہائی غیض وغضب سے انہیں جلی کٹی سنانے لگے اور ایٹمی پھیلاؤ کے زیرِ زمین نیٹ ورک سے متعلق تمام تر انہونیوں کی ذمہ داری ان پر ڈالتے ہوئے امریکی و برطانوی خفیہ اداروں کے اس ''کارنامے'' پر

دادوتحسین کے ڈونگرے برساتے رہے کہ وہ محنت شاقہ سے ڈاکٹر خان کے مفروضہ زیرزمیں سلسلہ کی ''گھناؤنی کڑیاں'' تلاش کرنے میں کامیاب ہوگئے۔کروسیڈی بش نے بوکھلاہٹ میں جن مکروہ عزائم کا اظہار کیا ہے وہ اصل زمینی حقائق ہیں' جن سے آنکھیں چرا کرنا معلوم دہشت گردی کے خلاف امریکی اتحادی فرنٹ مین نے ملکی سلامتی کو بے پناہ خفی وجلی خطرات میں دھکیل دیا ہے۔لمحۂ فکریہ ہے کہ ایران، لیبیا اورشمالی کوریا کی طرف سے تمام الزامات کی کھلم کھلا تردیدوں کے بعد پاکستانی سائنسدانوں کی حراست اورڈاکٹر خان کے ''معافی نامے'' کی کیا حیثیت رہ گئی ہےاورخارجہ پالیسی خصوصاً ایٹمی توانائی کے لحاظ سےہم کہاں کھڑے ہیں؟ کیا یہ ساری کتھا اس امرکی غماز نہیں کہ ایران اور لیبیا پر زبان طعن دراز کرنے والے جنرل پرویز میں اپنے ذاتی ''دوست'' بش کا دباؤ برداشت کرنے کی سکت ہی نہ تھی جس کا نتیجہ محسنین پاکستان کی حددرجہ بےتوقیری ہے۔ہم دیانتداری سے کہنا چاہتے ہیں کہ صدرامریکہ کا ''پیشگی حملے'' کا بےاصول وبلا جواز ڈاکٹرائن ہی یہ گل کھلا رہاہےاوراس کا براہ راست ہدفِ اوّلیں صرف اورصرف مسلم مما لک ہیں۔اس کا ثبوت سقوطِ بغداد ہے۔سرزمین عراق میں وسیع پیمانے پرتباہی پھیلانے والے ہتھیاروں (WEAPONS OF MASS DESTRUCTION) کی تلاش کے زیرعنوان غارت گری کی جوسیاہ تاریخ مرتب کی گئی' وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔اسی انداز میں یہ اعلان کہ ایٹمی پھیلاؤ کے مرتکبین کے خلاف براہِ راست کارروائی کی جائے گی۔تاریخ حاضرہ میں ایک نئے باب کے اضافے کا اشارہ ہےاوراس کا حقیقی نشان پاکستان نظر آتا ہے۔اس معاملے میں فرنٹ مین دوست بھی کلیتہً بےوقعت دکھائی دیتا ہے کیونکہ اس نے تو ڈاکٹر خان کوکسی بھی طرح سہی معاف کردیا ہے جبکہ اس کا ''ذاتی دوست'' معافی دینے پر ہرگز آمادہ وتیارنہیں ہے۔

جہاں تک پاکستانی عوام کا تعلق ہے' وہ زبردست محبّ وطن ہونے کے باعث اپنے محسنوں اور ہیروز کا بے پناہ احترام کرتے ہیں۔ان کے ساتھ روارکھے جانے والے بہیمانہ سلوک سے وہ بےطرح مضطرب وبےکل ہیں۔وہ اس نام نہاد جمہوری حکومت کی کشمیر ،افغان اوراب ایٹمی پالیسی سے دلی طور پرشاکی ہیں۔فی الوقت دبے دبے لہجے میں ان کا احتجاج جاری ہے۔واشنگٹن میں مقیم پاکستانی بھی خراج تحسین کے مستحق ہیں جنہوں نے حب الوطنی کے جذبے سے سرشار ہوکرڈاکٹر خان اوراُن کے سائنسدان رفقاء کوقومی ہیروقرار دیا اور اُن کے حق میں زبردست مظاہرہ کیا۔ان کی تمام تر ہمدردیاں اپنے ہیروز اوران کے اہل خانہ کے ساتھ ہیں جنہیں مقتدر طبقے نے حزن وملال کے سوا کچھ نہیں دیا۔وہ یہ بھی کہنے لگے ہیں کہ آئندہ کوئی بھی اپنے بچوں کو نیوکلیر سائنٹسٹ نہ بنائے۔صدر پرویز نے گزشتہ برس شاید ملائیشیا میں اس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ ''ہماری پالیسیوں کی وجہ سے تاریخ میں ہمیں کہیں مغرب کے ایجنٹ نہ لکھا جائے'' تو یقین مانیے' لوگ دھڑلے سے یہ بات کہہ رہے ہیں۔پاکستان کے گلی کوچوں اور گھر گھر میں آپ پر یہ پھبتی کسی جارہی ہے۔لوگ آپ کی امریکہ نواز کارگزاریوں سے لہولہو ہیں۔جنہوں نے ملک کے بھلے چنگے آشتی کے ماحول میں یکا یک زہر ہلاہل گھول بکھیر دیا ہے۔آپ کی خفیہ ایجنسیاں سب اچھا کی جورٹ لگارہی ہیں۔صرف آپ کومطمئن رکھنے کے لیے ہے' ورنہ حقائق یکسر مختلف ہیں۔ہمارا گھر ہمارا وطن عزیز بری طرح نظرایا گیا ہے۔لوگوں کی عجیب وغریب ہیجانی کیفیات ہیں۔وہ ہنستے ہنستے جھلاّ کر رونا شروع کردیتے ہیں، عجب جھنجھناہٹ کا شکار ہیں۔لگتا ہے ایک اَن دیکھی آگ کے شعلے اُن کے رگ وپے کو لپیٹ میں لیے ہوئے ہیں۔یہ کوئی نیک شگون نہیں۔جناب حبیب بٹالوی نے شاید ایسی ہی گھڑیوں کے لیے کہا تھا:

آگ لگی ہے گلشن گلشن پھول اور پات سے ڈر لگتا ہے
گھر کی خیر ہو میرے مولا گھر کی بات سے ڈر لگتا ہے

# اُن کی پُرکاری اور ہماری سادگی؟

مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی (لندن)

اس دنیا میں آ کر آنکھ کھولی تو اسلامی دنیا مغرب کی چیرہ دستیوں سے لہولہان تھی۔ یعنی خلافتِ اسلامیہ (عثمانی) کا تیا پانچہ مغربی قزاقوں کے ہاتھوں ہوئے کچھ زیادہ وقت نہیں گزرا تھا۔ نوعمری شروع ہوئی تو مغرب کے آپس میں ٹکرانے اور باہم لہولہان ہونے (جنگِ عظیم دوم) کا منظر سامنے آیا۔ پھر اس کے نتیجہ میں مغربی طاقتوں کی گرفت اپنے مقبوضات پر ڈھیلی پڑی تو تاریخ کا ایک نیا باب کھلنا شروع ہوا۔ مغرب کے مقبوضات، چاہے وہ اسلامی ہوں یا غیر اسلامی، ایک ایک کر کے اس گرفت سے آزاد ہوئے۔ اسلامی دنیا کا ایک حصّہ جو کمیونسٹ روس کے پنجۂ استبداد میں رہ گیا تھا، اللہ نے اس کے لئے آزادی کے اسباب بھی ''غیب'' ہی سے پیدا کر دیئے اور بیسویں صدی ختم ہونے سے پہلے ہی پہلے یہ حصہ بھی آزاد اسلامی دنیا میں شامل ہو گیا۔ مگر پتہ چلا کہ ''آزادی'' اصل میں وہ ہے جو زورِ بازو سے حاصل کی جائے، نہ وہ کہ جو کسی کے دئے یا غیبی اسباب سے مفت مل جائے۔ ہماری اس نو آزاد دنیا کی آزادی و خود مختاری کی کیا اوقات ہے؟ یہ ان دنوں امریکی خرمستیوں سے ایسی روشن ہوئی ہے کہ کسی مزید بیان کی حاجت نہیں۔ عالمِ اسلام کو پھر سے ایک نئی جدوجہدِ آزادی کا چیلنج درپیش ہے۔ اور یہ جتنا بڑا ابتلاء عالمِ اسلام کے لئے ہے اُس کا ہم میں سے ہر فرد سے تقاضہ ہے کہ اپنی اپنی حیثیت و بساط کے مطابق پوری سنجیدگی سے اس میں حصہ لے۔

امریکی خرمستی کے پیچھے صیہونیت کا ہاتھ ہونا بھی کوئی ڈھکی چھپی چیز اب نہیں۔ ہم عام لوگ تو اس کو کہتے ہی رہتے تھے، ہمارے اربابِ حکومت البتہ تکلف برتتے تھے، سو اس طبقہ پر بھی یہ تکلف بالآخر اتنا بھاری ہو ہی گیا کہ امسال او آئی سی کی دسویں سربراہی کانفرنس (اکتوبر 2003ء) میں جب کہ ساری دنیا (اور خاص کر امریکی اور صیہونی) اسی طرف کو نظریں جمائے اور کان لگائے ہوئے تھے، صدر کانفرنس وزیرِ اعظم ملیشیا مہاتر محمد نے اپنی صدارتی تقریر میں اس تکلف کو برطرف ہی کر دیا۔ مہاتر نے صرف امریکہ ہی کے بارے میں نہ کہا کہ (صیہونی) یہودیوں نے اسے اپنے حق میں یرغمال بنا رکھا ہے، بلکہ دنیا (World) کا لفظ اس کی جگہ بولا۔

(Todey the jews rule the world by proxy. They get other to fight and die for them).

اور اس بیان کی سولہ آنے سچائی سامنے آتے ذرا بھی جو دیر لگی ہو۔ یہودیوں کو کچھ زیادہ کرنا نہیں پڑا۔ بلکہ مہاتر نے جس ''دنیا'' کی طرف اشارہ کیا تھا یعنی مغربی دنیا (امریکہ بشمولِ یورپ) یہ پوری دنیا اسی لمحہ چیخ اٹھی کہ یہ کیسی بات کہہ دی گئی! یہ قطعاً ناقابلِ قبول ("Totally unacceptable") ہے۔ اور ان میں سے برطانیہ نے تو سب سے آگے جا کر ملیشیائی سفیر کو باقاعدہ وزارتِ خارجہ میں طلب کر کے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار اس پر کیا۔

الغرض عالمِ اسلام کی موجودہ آزمائشی اور ابتلائی صورتِ حال کا یہ وہ خاص پہلو ہے جسے کسی وقت بھی نظر انداز کرنے کی

گنجائش نظر نہیں آتی۔ جو طاقت دوسروں کو اپنے مقاصد و عزائم کے لئے اس انداز میں استعمال کر سکتی ہے کہ یہ اس کا آلۂ کار بن کر لڑائیاں مول لیں اور جانیں دیں، اس کے لئے دنیا میں پھر اور کون سی تدبیری بات ہے جو مشکل یا اُس سے بعید رہ جاتی ہو؟ صاف الفاظ میں: آپ کو یہ بھی بعید یا مشکل نہیں سمجھنا چاہئے کہ یہ خود آپ کو بھی استعمال کر سکتے ہیں! نہیں، بلکہ کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ 11 ستمبر 2001ء کے بارے ہم تقریباً سب ہی یک زبان ہیں کہ یہ واقعہ میں صیہونیوں کی کاروائی تھی جسے مسلمانوں کے سر تھوپ دیا گیا۔ مگر یہ کیونکر ہوا کہ اُن کا کیا ہمارے سر لگ گیا؟ یہ ایسے، یہ جیسے وہ دنیا پر "By proxy" حکومت کر رہے ہیں، ویسے ہی یہ 11 ستمبر والے جہاز بھی انھوں نے ''بائی پراکسی'' اُڑائے تھے۔ اور ان کے یہ ''پراکسی'' ہمارے نوجوان تھے۔ خود سعودی عرب کو، جہاں کے شہری یہ نوجوان بتائے گئے تھے، بالآخر 15 کے بارے میں تسلیم کر لینا پڑا ہے کہ اسی کے تھے۔ اور اس کے جو نتائج سعودی عرب کو بھگتنا پڑ رہے ہیں وہ تھوڑے بہت ہمارے سامنے بھی اخبارات کے ذریعہ آ رہے ہیں۔ اور یہ جو خود سعودی عرب میں خودکش دھماکوں کا غارت گرانہ سلسلہ ادھر چلا ہے، یقین کرنا چاہئے کہ یہ بھی اُسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ تاکہ نتائج کے سلسلہ کو مطلوبہ انجام تک پہنچایا جا سکے۔ امریکہ کے خلاف بجا طور پر کھولتے ہوئے جذبات نے جس طرح عرب نوجوانوں کو دشمن کی سازش کے جال میں پہنچایا، اِن جذبات کو عراق کے المیہ نے اور بھی جس عالم میں پہنچا دیا ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی چیز تو نہیں ہے۔ خود سعودی حکومت کی طرف جن برہم جذبات کا رُخ بھی کوئی راز نہیں ہے۔ پس سازشوں کی ماہر قوم کے لئے ذرا بھی مشکل نہیں رہ جاتا کہ ''دہشت گردی'' کی کاروائیاں وہ سعودی عرب کی سرزمین پر بھی خود سعودیوں ہی کے ہاتھوں کرائے۔

پر افسوس کہ ہم، خاص کر ہمارے نوجوان، اپنے غم و غصہ میں اب تک بھی نہیں سمجھ پا رہے کہ اس وقت غصہ کے حکم پر عمل کرنا دشمن کے ہاتھوں میں کھیلنا ہے۔ بلکہ ہمارا غصہ اور اضطراب اس وقت دشمن کا ہتھیار بن گیا ہے۔ ہمارا غصہ اور ہمارا بیحد قیمتی جذبۂ جان سُپاری دشمن کے کام آ رہا ہے۔ وہ اس کے بہانہ سے ہمارے ہر ملک میں من مانی مداخلت کا عزم حاصل کر کے اسے کھلی غلامی کا شکار، اپنی طاقت کے بل پر، بنا ڈالتا ہے۔ اپنی حکومتوں سے شکایات کتنی ہی بجا اور درست ہو (اور عراق کے خلاف 1991ء والی وہ امریکی کاروائی جس میں سعودی حکومت کی ہر حد سے گزری معاونت اور اس کے باقیات سے وہاں کے اہلِ دین کی شکایت اور اشتعال کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ یہ راقم السطور اس معاونت کے اُن اوّلین لمحات سے اس کا ناقد ہوا تھا جب شاید ہی کوئی دوسری تنقیدی آواز سعودیہ میں یا اُس سے باہر بلند ہوئی ہو۔ اور یہ تنقید روزنامہ جنگ لندن کے ریکارڈ پر تائیدی بیان کے پہلو بہ پہلو موجود ہے جو بڑے بڑے اشتہارات کی شکل میں چھپ رہے تھے)۔ لیکن یہ وقت کہ جب سعودیہ کے وجود کو اُنہی طاقتوں نے نشانہ پر رکھا ہوا ہے جن کے خلاف ہمارے سینوں میں طوفان موجزن ہے۔ یہ وقت سعودیہ کے ساتھ کھڑے ہونے کا ہے نہ کہ اس کے خلاف کارروائی کے لئے اس کو ایک اچھا موقع سمجھنے کا۔

11 ستمبر (2001ء) کے خونیں ڈرامہ کا نشانہ عام طور پر افغانستان اور پھر عراق کو سمجھا گیا ہے۔ مگر اس ڈرامہ کا خود اپنا کوئی پہلو اگر ایسا ہے جو کسی نشانہ کی نشاندہی کرتا ہو تو وہ صرف ایک پہلو ہے جو بالکل صاف سعودی عرب کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اور یہ ہے اس ڈرامہ کے مبینہ 19 ہوابازوں میں سے کم از کم پندرہ کا سعودی ہونا، جسے مان لینے پر سعودی حکومت بالآخر مجبور ہوئی ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ کیا یہ محض اتفاق ہو سکتا ہے؟ کیا امریکہ میں بسے ہوئے عربوں میں صرف سعودیوں ہی کو ہوابازی کا شوق لاحق ہوا تھا، دوسرے عرب نژاد امریکی باشندوں کو اس شوق کی بالکل ہوا نہیں لگی، جو اس ڈرامہ کے ذمہ دار شاطروں کو سعودیوں ہی پر انحصار کرنا پڑا؟ اس نکتہ پر

توجہ دیں تو صاف نظر آجاتا ہے کہ جس منصوبہ کے ماتحت 11 ستمبر کا ہولناک ڈرامہ کھیلا گیا اُس کے نشانوں میں سعودی عرب سب سے اوّل طے شدہ نشانہ تھا۔اور سعودی امریکی تعلقات کی رو سے چونکہ اس کے ساتھ کوئی ایسا معاملہ جیسا افغانستان یا عراق کے ساتھ بلاکسی ثبوت کے کرڈالا گیا نہیں کیا جاسکتا تھا، بلکہ کوئی معقول جواز پیدا کرنا لازم تھا کہ طوطا چشمی کی جاسکے۔ یہ ضرورت تھی جس کے لئے عربوں میں سے چھانٹ کر سعودی ہوا باز ہی آلۂ کار بنائے گئے۔اور پھر ادھر واقعہ ہوا اور اُدھر دوسرے ہی دن سے سعودیہ کے ساتھ امریکہ کا جو رویہ بدلا ہے وہ ہم دیکھ رہے ہیں، ساری دنیا دیکھ رہی ہے۔

کوئی اور سمجھا ہو نہ سمجھا ہو سعودیہ نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ ''شاطرانِ دہر'' نے اسے نشانے پر لگوادیا ہے۔لیکن ظاہر ہے کہ امریکی عفریت کے مقابلہ میں اپنے بچاؤ کی کوئی طاقت اس کے پاس نہیں ہے۔اس لئے جنرل پرویز مشرف کی طرح سراپا ''حاضر جناب'' بن کر اگر چہ نہیں، پھر بھی بڑی حد تک ''تعمیلِ ارشاد'' کر دینے کا رویہ سعودی حکمرانوں نے اپنایا ہوا ہے، تاکہ جان اُونے پَونے ہی پہ چھوٹ جائے اور بات جہاں تک جاسکتی ہے اس کی نوبت نہ آئے۔ بے شک یہ صورتِ حال سعودیوں ہی کے لئے نہیں' ہر خوددار مسلمان کی خودی کو چیلنج ہے۔مگر سوائے اس کے کہ ''تعمیلِ ارشاد'' کے حدود اور سائز پر گفتگو کی جاسکے کیا کوئی دوسرا عملی راستہ بھی ہے جو ہم میں سے کوئی سعودی ذمہ داروں کو بتا سکے؟ کاش کہ ناراض سعودی عناصر اس بات کو سمجھیں کہ یہ وقت حکومت کے رویہ کو چیلنج کرنے کا نہیں، بلکہ خارجی دباؤ کے مقابلہ میں معاونت کی پیش کش کا ہے۔یہی وہ واحد راستہ ہے کہ امریکہ کے سامنے حکومت کا جو جھکاؤ ہم کو گراں ہے وہ کچھ کم کرایا جاسکے۔دوسری صورت میں بظاہر حالات ہم اسکے سوا کچھ نہیں کر سکیں گے کہ امریکہ کو اِس انداز سے اندر آجانے کا بہانہ فراہم کردیں جس انداز کی طلب میں نشانہ باندھنے والوں نے سعودیہ کا نشانہ باندھا تھا۔اور پھر (اللہ نہ کرے) ہم اپنے آپ کو موجودہ سے بھی بدصورت حال میں پائیں۔اُمُّ المؤمنین حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ایسے ہی آزمائشی موقع کا ارشاد ہے' جس پر غور کیا جانا چاہئے' جو کہ حضرت معاویہؓ کے دور میں قتلِ حجرؓ کے موقع پر آپ سے منقول ہوا ہے فرمایا: **لولا انا لم نغیّر شیئاًالاصارت بنا الا مور الیٰ ما ھو اشد منہ ،لغیرنا قتل حجر۔** (اگر یہ نہ ہوتا کہ ہم نے جب بھی معاملات کے کسی غلط رخ کو طاقت سے بدلنا چاہا تو نتیجہ اس سے بدتر ہی نکلا تو ضرور ہم حجر کے قتل پر کچھ کرتے!) یہ آپ نے ان لوگوں سے فرمایا تھا جو اس سانحہ پر آپ سے کسی اقدم کے متوقع ہوئے تھے۔

سعودی عرب کے سلسلہ میں یہ بات بھی پیشِ نظر رکھنے کی ہے کہ یہ اس عرب خطہ کی واحد مملکت ہے جس کی اور باتوں سے قطعِ نظر اس کا سیاسی استحکام خطہ میں ایک مثال کا درجہ رکھتا ہے۔مزید برآں، حرمین شریفین کے حوالہ سے عظمت وتقدس کا ایک یگانہ مقام اسے الگ حاصل ہے۔اس لئے یہ مملکت اگر (خدانخواستہ) اندرونی اور بیرونی دوطرفہ دباؤ کے نتیجہ میں عدم استحکام کا شکار اور خلفشار کی نذر ہوتی ہے تو اس کے اس سے کہیں گہرے نفسیاتی اثرات خطہ پر پڑیں گے جو اثرات ہم عراق کی ٹوٹ پھوٹ کے نتیجہ میں دیکھ رہے ہیں۔ہم سب جانتے ہیں کہ وہ اسرائیل جس کی خاطر یہ سارا ہنگامہ بپا ہے اس کا ایک خواب ''عظیم تر اسرائیل'' کا ہے جس کے نقشہ میں مدینہ منوّرہ بھی آتا ہے۔اس خواب کو اس ہنگامہ میں پورا کر لینے کا موقع اسرائیل کو ملے نہ ملے، خطہ کے اس نفسیاتی اثر کی بدولت اپنے موجودہ حدود میں اُسے وہ من مانیت آسان تر بہرحال ہوجائے گی جس نے علاقے کی زندگی پہلے ہی کچھ کم عذاب نہیں بنا رکھی ہے۔

الغرض' اسلامی دنیا اور بالخصوص عربی دنیا کو مخالف حالات کے جس چیلنج کا سامنا ہے وہ ''کھاؤں کہاں کی چوٹ'' والا ایک پیچیدہ معاملہ ہے۔اسکا کوئی ایک پہلو سامنے رکھ کر ردِّعمل کو حرکت دینا قرینِ عقل ومصلحت نہیں ہوسکتا۔مغربی دنیا جس سے ہم ایسے

معاملات میں عرصہ سے زک اٹھاتے آرہے ہیں، خیال ہوتا تھا کہ وہاں اب جو لوگ ہم میں آبسے ہیں انھوں نے اس دنیا کے طور طریقوں سے ان معاملات میں ضرور کچھ سبق سیکھ لیا ہوگا۔ مگر ان آزمائش کے دنوں میں بڑی مایوسی ہورہی ہے۔ سعودی عرب جہاں کے اندرونی ردِ عمل کا ابھی حوالہ آیا، وہاں کے لوگوں کی بھی ایک تعداد دوسرے عرب ملک والوں کی طرح، یورپ میں آبسی ہے۔ ان میں ایک گروہ ہے جو سعودیہ میں نظام کی تبدیلی چاہنے والوں سے تعلق رکھتا ہے اور لندن اس کا مرکز ہے۔ سعودیہ میں رہ کر یہ اس مقصد کے لئے آزادانہ جدوجہد نہیں کی جاسکتی ہے۔ یورپ میں کہیں ٹھکانہ بنا کر آپ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ یہاں ایک تو جمہوریت کے ناتے اظہارِ خیال کی ایسی آزادی ہے کہ اللہ کی پناہ۔ دوسرے، بہت دور کی سوچنے والے یہ لوگ ہیں۔ ہر ملک کے ایسے گروہوں کو بڑے کام کی چیز سمجھتے اور ''داشتہ آید بکار'' کا معاملہ اس کے ساتھ کرتے ہیں۔ کسی ملک کی حکومت شکایت کرتی ہے کہ آپ کے زیر سایہ بیٹھ کر ہمارے خلاف پروپیگنڈہ ہورہا ہے تو، چاہے وہ دوست ملک ہی کیوں نہ ہو، بڑی آسانی سے عذر کر دیتے ہیں کہ صاحب ہم تو اپنے خلاف بولنے پر بھی پابندی نہیں لگا سکتے۔ بہر حال، جن دنوں ریاض میں خودکش حملوں کی وارداتیں ہوئیں انھیں دنوں میں ایک دن خبر پڑھی کہ اس گروہ کی کال پر ریاض میں ایک حکومت مخالف مظاہرہ اتنے سو لوگوں نے کیا۔ انّا لِللّٰہ و انا الیہِ راجعون ۔ جن سے توقع کی جانی چاہئے تھی کہ جو پر جوش لوگ اس وقت حکومت کے لئے اندرونِ ملک مسئلہ بنا رہے ہیں یہ ان کو سمجھنا چاہیں گے کہ یہ وقت اس کام کا نہیں ہے، وہ تو خود بے چین ہیں کہ کسی نہ کسی طور پر اس میں خود بھی شرکت کر لیں۔ مغرب جو ہم پر حاوی ہے اس میں آپ کبھی نہ دیکھیں گے کہ جب ملک کسی بیرونی طاقت کی طرف سے دباؤ میں ہو تو حزب مخالف اپنا حساب چکانے نکلے۔

مگر اپنے اس افسوس پر بعد میں خیال آیا کہ ان کو کیا کہنا، یہ تو پھر بھی وہ لوگ ہیں جنھوں نے باہر سے آکر یہاں ڈیرہ لگا لیا ہے۔، اپنا حال تو یہاں رشدی کی خباثت کے بعد سے، یہ ہے کہ وہ جو یہیں پیدا ہورہے، پل بڑھ رہے اور یہیں کی تعلیم گاہوں میں تعلیم پارہے یا پا چکے ہیں، ان میں بھی کھیپ در کھیپ ہمارے ایسے نوجوان دستیاب ہیں کہ کفر کے خلاف جوش اور جذبہ کی بانسری بجا کر آپ انھیں کسی بھی مہم پر اسی ملک میں لگا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر یہاں ایک جماعت حزب التحریر کے نام سے قائم ہے، جو خلافتِ اسلامیہ قائم کرنے کی علمبردار ہے۔ ذرا آپ غور کیجئے یہ سرزمین برطانیہ جہاں سے یہ صرف خلافت کی آخری یادگار (ترکی) نشانہ بنی، بلکہ سارے عالمِ اسلام کی ہر وقت نگرانی بھی ہے کہ کہیں کسی اور اسلامی ملک کے افق سے تو یہ سورج پھر طلوع ہونے نہیں جارہا ہے! اور کہیں بھی ان کو شبہ ہوتا ہے تو فوراً اپنے اثرات اس امکان کی جڑ کاٹنے کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس کے باوجود یہاں پر یہ نعرۂ خلافت بلند کرنے والی جماعت مختلف مسلمان ملکوں سے تعلق رکھنے والے یہیں کے پیدا نوجوانوں میں سے سینکڑوں کو اپنے نعرہ پر رقصاں کئے ہوئے ہے۔ اور ان کالجوں یونیورسٹیوں کے نوجوانوں کی سمجھ اتنی موٹی بات کی طرف بھی نہیں جاتی کہ جو نعرہ مغرب والوں کو ہم مسلمانوں کے اپنے ملکوں میں خطرناک دکھائی دیتا ہے اُسے یہ اپنے ملک میں گوارا ہی نہیں کر رہے، بلکہ جیسے کہ ''پرورش'' کر رہے ہوں۔ اس جماعت کی طرف سے ہر طرح کا لٹریچر برسہا برس چھپتا اور آزادانہ تقسیم ہوتا ہے، جلسے اور جلوس ہوتے ہیں۔ اور یہ سب محض خلافت اور اسلام کے حق میں ہی نہیں ہوتا، مغرب اور اس کی تہذیب و تاریخ اور افکار و نظریات سے اظہارِ نفرت کو بھی اس میں بھرپور حصہ ملتا ہے۔ پر کبھی جو کوئی روک ٹوک یہاں ہوتی ہو۔ اسی جماعت سے نکلا ہوا ایک گروہ ''المہاجرون'' کہلاتا ہے۔ وہ اپنے لیڈر کے فائر برانڈ (شعلہ بار) ہونے کی وجہ سے حزب سے بھی چار قدم آگے ہے۔ اور ان سب کو پیچھے چھوڑنے والے مسجد فنسبری پارک لندن کے خود ساختہ امام

ابوحمزہ مصری تو ساری دنیا میں معروف ہی ہو چکے ہیں جو ''انصار الشریعہ'' نام کی جماعت چلاتے تھے۔ وہ بھی، جب تک کہ القاعدہ کے امریکی ہوّے نے ایک نئی پالیسی برطانیہ میں جاری نہیں کرادی، اپنی عام ''نصرتِ شریعت'' ہی نہیں، خاص نصرتِ جہاد والی آتشیں انگریزی تقریروں اور ٹی وی بیانوں اور مباحثوں کے باوجود ہر روک ٹوک سے محفوظ ہی نہیں تھے، برطانوی سوشل سیکیورٹی سسٹم کے ماتحت دوسو پاؤنڈ ہفتہ کا وظیفہ بھی سرکاری خزانہ سے پا رہے تھے۔ جواب اس دنیا پر بند ہوا ہے کہ ان کو عطا کردہ برٹش نیشنلٹی سلب کر لی گئی ہے۔ اور یہ وظیفہ کی عنایات کچھ جناب ابوحمزہ کے ساتھ مخصوص نہیں تھیں، ان جماعتوں کا جو شخص بھی سیکیورٹی سسٹم کے ماتحت قانوناً حقدار بنتا ہو وہ بالکل دوسرے حقدار شہریوں کی طرح اس طرح کے وظائف اور تمام لازمی شہری سہولتوں سے فیض یاب تھا اور ہے۔

یہ تینوں جماعتیں بھی (بلکہ گروپ کہئے) جیسا کہ ان کے ناموں سے ظاہر ہو رہا ہے ہیں تو، سعودی گروپ کی طرح، اپنی اصل سے عربی ہیں۔ مگر ان تینوں نے اپنے مبینہ مقصد کو کسی ملک کے ساتھ خاص نہیں کیا ہوا ہے اس لئے اس کے حلقہ میں کم وبیش ہر اسلامی ملک کی نمائندگی ہے۔ حزب التحریر اور المہاجرون کے سرگرم کرکنوں میں تو خاص طور سے پاکستانی اور بنگلہ دیشی نوجوان زیادہ نظر آیا کرتے ہیں۔ (وجہ شاید یہ ہے کہ رشدی خباثت کے خلاف احتجاج دراصل برصغیر ہند، پاکستان اور بنگلہ دیش والوں ہی کے جذبات سے عبارت تھا۔) ان نوجوانوں سے اگر یہ باتیں کہئے جو آپ کے لئے معمہ ہیں تو وہ اس پر غور کرنے کو تیار نہیں ہوں گے کہ وہ سادگی میں کسی کھیل کا شکار تو نہیں ہو رہے ہیں، وہ کہیں گے کہ یہاں کا قانون ہمیں ان سب باتوں کی آزادی دیتا ہے جو ہم کر رہے ہیں اور یہاں کی گورنمنٹ کی یہی مجبوری ہے جو وہ کوئی روک ٹوک نہیں کر سکتی۔ مگر وہ یہ نہیں سوچیں گے کہ یہ قوانین نہ ان کے اپنے بنائے ہوئے ہیں نہ ان کی بنا ان کے بس میں ہے۔ حتی کہ اس ملک کی جو شہنشاہیت ہے۔ اور جس کے نام سے ہی تمام قانون سازی ہوتی اور سارا کاروبار حکومت چلتا ہے، خود اس کا یہ حال بقول حکیم مشرق ہے کہ

شاہ ہے برطانوی مندر میں اک مٹی کا بت
اُس کو جب چاہیں کریں اس کے پجاری پاش پاش

یہ دراصل وہی ذہنیت ہے، جسے بیمار کہیں یا بے شعور، جسکے ہم مسلمان ہندوستان میں اسیر ہیں۔ ہندوستان کا دستور جس دستور ساز اسمبلی نے بنایا اس میں مسلمان آٹے۔ میں نمک کا درجہ رکھتے تھے۔ پھر ہندو مسلم بنیاد پر ملک کی تقسیم کے نتیجہ میں کم ہی ان میں وہ رہ گئے تھے جو بقیہ ہندوستان پر برابر کا حق جتانے کی ہمت اس ماحول میں دکھا سکتے ہوں، ایسے دستور کا کیرکٹر سیکولر رکھا جانا، یہ ہندو ممبران کی اپنی مرضی اور پسند کا نتیجہ تھا۔ مگر ہمیں جب یہ بنی بنائی چیز ملی (جس پر (Made by Hindus) لکھا ہوا نہیں تھا، اور لکھا جا بھی نہیں سکتا تھا، تو ہم نے سچ مچ سمجھ لیا کہ ہم واقعی یہاں کسی سے کم نہیں ہیں۔ اور اس کے نتیجہ میں کوئی وہ عملی پالیسی اپنے لئے وضع نہیں کر سکے جو ہمیں واقعی سچ مچ برابری کی سطح کی طرف لیجا سکے۔ چنانچہ جو دن گزرتا گیا وہ برابری کی سطح سے زیادہ ہی نیچے لیتا گیا ہے۔ اور آج ہم ایسے کھلے میدان میں خود کو کھڑا پا رہے ہیں کہ جہاں سر پہ گویا آسماں بھی نہیں۔ امریکی خرمستیوں کے مقابلہ میں مسلم اقوام کی بے بسی پر آجکل اس بات کا کافی تذکرہ ہمارے یہاں ہے کہ ہمارے اسلحہ خانہ میں تو ہتھیار بھی اُنہیں کے دئے ہوئے ہیں مقابلہ ہو تو کیسے ہو۔ قانونی اور دستوری اسلحہ کا معاملہ بھی اس سے کوئی مختلف چیز نہیں ہے۔ وہ اگر کسی ملک کے اندر آپ کا اپنا تیار کردہ نہیں ہے یا اس کی تیاری میں برابر کا حصہ آپ کا نہیں رہا تو اس کے اوپر بھروسہ بھی ایک دن یقیناً اسی طرح پچھتاوے کا باعث ہو کے رہے گا جیسے آج اسلحہ جنگ کا معاملہ

ہمیں رُلا رہا ہے۔ برطانیہ میں جس قسم کے قوانین کا بظاہر تصور نہیں تھا، اور جواب تک کی قانونی روش کی روشنی میں لا قانونیت کے ہم معنیٰ معلوم ہوتے ہیں، وہ ادھر اس تیزی سے وجود میں آنا شروع ہوئے ہیں کہ اب نہیں کہا جاسکتا کہ سلسلہ کہاں رکے گا؟ اور قانون کی بات چھوڑئے، عقلِ عام کیوں کر معاملہ کے اس پہلو سے بے اعتنائی روا رکھ سکتی ہے کہ مغرب اگر اپنی سرزمین پر اسی خلافتِ اسلامیہ کے لئے جدوجہد کو نہایت ٹھنڈے پیٹوں برداشت کر رہا ہے جس کا مطلب اسلامی دنیا کا ایک سیاسی پیکر میں ڈھل جانا ہے، تو یہ کیسے خالی از علّت ہوسکتا ہے؟ بے شک ایسا ہو چکا ہے کہ فرعون کے محل میں موسیٰ کو پرورش ملی۔ مگر موسیٰ اس مدّت پرورش میں ایک معصوم موسیٰ تھے۔ وہ موسیٰ نہیں تھے جس نے فرعون کے سامنے نعرۂ حق بلند کیا۔ ایک دوسرا پہلو کہ وہ بھی عقلِ عام کو ایک تجسس (Curiocity) پر اکساتا ہے، یہ ہے کہ القاعدہ کے ہوّے کے بعد سے ان جماعتوں کے بعض عام ارکان کسی نہ کسی درجہ کی گرفت میں آئے۔ لیکن ان کے معاملہ میں لیڈروں پر الزام کی واضح گنجائش کے باوجود صرف ایک ابوحمزہ پر تھوڑی سی آنچ آئی ہے۔ اور وہ بھی اس منزل پر پہنچ کر کہ کیوبا کے Guantanamo Bay کیمپ میں جو چند برطانوی نوجوان طالبان کے ساتھ قید ہیں ان کا سرا جناب ابوحمزہ سے ملنے کی پے بہ پے شہادتیں آتی گئیں۔ اور پھر بھی ان کے خلاف ایکشن کا جو انداز ہے اس کی نیم دلی کو، کم از کم برطانیہ رہنے والوں کے لئے کسی بیان کی حاجت نہیں۔ جو مسجد امسال (۲۰۰۳ء) جنوری میں ان کی وجہ سے بند کی گئی، وہ اگلے ہی ہفتہ سے اس مسجد کے سامنے سڑک پر جمعہ کی نماز پڑھا رہے ہیں۔ ان کے اس شغل میں سڑک کے راہِ عام ہونے کے حوالہ سے بھی کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جاتی۔ جبکہ پولیس کی نفری بھی اس موقع پر وہاں متعین کی جاتی ہے! اور مسجد جو سال بھر ہونے کو آیا اب تک نہیں کھل رہی اس کی اصل وجہ جناب ابوحمزہ کی یہ چھوٹ ہے۔

تو ہم اپنی ان معصومانہ اداؤں کو کیا کہیں؟ اور کیا حق ہمیں زمانہ یا جورِ فلک سے شکوہ کا ہے؟ پاکستان و بنگلہ دیش یا سعودی عرب ومصر وغیرہ ہیں نہیں ہم اُن برطانیہ وامریکہ اولوں کے بیچ میں رہ کر بھی وہی کے وہی رہنے کی گویا قسم کھائے ہوئے ہیں، جن کی باریک چالوں کی داد ہمارا ہی ایک دیدہ ور ان الفاظ میں دے گیا ہے۔

افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا

جہاد اور اسلامی خلافت وحکومت کے الفاظ ہماری سادگی اور ہمارے نامبارک احساسِ محرومی ومظلومی کی وجہ سے ہماری وہ کمزوری بن گئے ہیں کہ ان کی صدا لگا کر جو بھی چاہے ہمیں لوٹ لیا جاسکتا ہے۔ ہم یورپ اور امریکہ میں دن بدن اپنی بڑھتی ہوئی تعداد اور جمتی ہوئی جڑوں پر خوش تو ہوا کئے مگر چوکنّے پن سے بے نیاز ہونے کی بنا پر اس خطرہ کا کبھی بھی شاید نہیں سوچ سکے کہ ہمہ وقت چوکنا صیہونیت کو اس میں اپنے ''پروٹوکولی'' عزائم واہداف کے لئے خطرہ نظر آئے گا۔ اور اس لئے یہ شاطر (Cunning ones) ہر وہ کام کر سکتے ہیں جس سے یہاں کی فضا ہمارے حق میں ناسازگار ہو جائے۔ یہ ہماری کمزوریوں سے نہایت باخبر رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے ماہرین کی ریسرچ بڑی سرگرمی سے ہمارے سلسلہ میں بھی جاری رہتی ہے۔ اور بلاشبہ یہ جتنا ہمیں جان گئے ہیں ہم خود بھی اپنے کو اتنا نہیں جانتے۔ اور جہاں تک اُن کو جاننے کا سوال ہے، تو سوائے ہوائی اور خود ساختہ باتوں کے ہمارے پلے میں کچھ بھی اور نہیں ہے۔ کم از کم برطانیہ میں جو تحریک خلافت ہے اس کے بارے میں اگر ہمارا کوئی محنتی طالب علم ریسرچ پر لگ جائے تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہ رہ پائے گا کہ ''یہ سب پودا نھیں کی لگائی ہوئی ہے۔''

ہمارے بارے میں یہودی عیسائی ریسرچ کی کیا کیفیت ہے بہتر ہے کہ اس کی بھی دو مثالیں یہاں درج کر دی

جائیں۔گذشتہ دنوں دو کتابیں پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ایک دیوبند پر امریکی مصنّفہ Barbara Metcalf کی کتاب Islamic Revivel in British India: Deoband 1860-1900 جو اس نے 1972ء میں ہندوستان کا سفر کر کے لکھی۔دوسری ابھی دو سال پہلے کی ایک فرنچ مصنف Gilles Kepel کی کتاب جہاد (Jihad)، جو فرنچ سے انگریزی میں ترجمہ ہوئی۔دیوبند سے اپنا پشتینی رشتہ، خود پورے چار سال اس درگاہ میں گزارے، مگر اس کتاب کو پڑھ کر جگر مرادابادی مرحوم کا مصرعہ ذہن میں گھوم گیا''غزل میں یہ وسعتیں کہاں تھیں شعورِ فکر ونظر سے پہلے!'' دیوبند اسکول کا یہ اس قدر ہمہ گیر مطالعہ ہے کہ بیشتر جگہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس خاتون کو ہر ہر پہلو کی اتنی جزئیات سے کیا دلچسپی ہوسکتی ہے، جبکہ واقعہ یہ ہے کہ میں، ایک دیوبندی طالب علم بھی، کیسا ہی مفصل تعارف کرانا چاہوں تب بھی ان میں کئی بہت سی تفصیلات سے تعرض کو ایک طولِ لا طائل سمجھوں گا۔علیٰ ہٰذا جہاد پر فرنچ مصنف کی کتاب، جس میں عالمِ اسلام کے تازہ جہادی رُخ (Trend) کا مطالعہ کیا گیا ہے۔اس کو بھی پڑھ کر پتہ چلتا ہے کہ خود اپنی دنیا کے بارے میں ہم جیسوں کا علم بھی جو بزعمِ خود خاصی واقفیت رکھنے کی کوشش کرتے ہیں کس قدر ناکافی ہے۔بڑے کتابی سائز پر 400 صفحے کی یہ کتاب مشرق سے مغرب تک کی اسلامی دنیا کا جہادی مطالعہ ہر ہر بیان کے لئے حوالہ کے ساتھ پیش کرتی ہے۔اور حوالے بظاہر ایسے کہ کسی ''استادی'' کا شک گزرنا مشکل۔

فرنچ مصنف کی اس کتاب کے ذکر پر یاد آیا کہ اسی میں ایک ایسا بیان بھی ملتا ہے جس سے اس مضمون کے شروع میں بظاہر کئے گئے اپنے ایک خیال کی تائید میں قرآنی الفاظ ''وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِن أَهلِهَا'' کا مصداق کہا جاسکتا ہے۔مصر کے شیخ عبدالرحمٰن عمر (حفظہ اللہ تعالیٰ) موجودہ جہادی ٹرینڈ کے معماروں میں ہیں اور جہادِ افغانستان کے سرپرستوں میں۔جہادِ افغانستان کی بدولت امریکی سی آئی سے ان کا رشتہ جڑ چکا تھا۔جبکہ اپنے ملک میں وہ حکومت کے لئے ناقابلِ برداشت۔مختصراً 1990ء میں وہ (سوڈان کے بعد) پناہ کی طلب میں امریکہ پہنچ گئے۔اور اس کے بعد کی کہانی معلوم ومشہور ہے کہ 1993ء میں نیویارک کے ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر بم واردات میں ان کو ملوث ٹھہرا کر ان کا ٹھکانہ جیل کو بنا دیا گیا۔شیخ کو ملوث کرنے کی کہانی بیان کرتے ہوئے جیلس کیپل نے کہا ہے کہ ٹریڈ سینٹر کی واردات کا کام شیخ کے ارد گرد کے سادہ اور جذباتی لوگوں سے لیا گیا۔وہ لکھتے ہیں:

The Trials that followed the 1993 bombing of the WTC stablished Identity of those directly involved beyond any doubt. They were all close to Sheikh Abdur Rahman and all had been swayed by his fiery sermons agaist America in particular and the West in general. On the Other hand, the contention made by the American Justice Department that a wide "conspiracy" had been masterminded by the shaikh himself was still to doubt several yerars after the fact. Qulte apart from the practical impossibilly of a blind man picking out targets he had never seen and could imagine only with great difficulty, it is hard to bieive that his accomplices who were any thing but bright and had only

the haziest idea of the nature of Amdrican society,could have imagine of an attack of such spectaculer proportions without help. At the trial the defence stressed the role of an Egeptian informer infiltrated into the groupe by the FBI,whose recorded conversation with the accused showed that he openly incited them to carry out the attack...."(Jihad page302). مختصراً مسٹر کسل کا کہنا ہے کہ ''جہاں تک ان افراد کے تعیُّن کا سوال ہے جنہوں نے ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی واردات میں براہِ راست حصہ لیا تو اس کے مقدمہ میں کیا گیا یہ تعین یقیناً کسی شک کی گنجائش نہیں رکھتا۔ یہ تمام کے تمام شیخ سے قربت والے اوران کی آتش ناک اینٹی امریکہ ومغرب تقریروں سے متاثر لوگ تھے ۔لیکن امریکن جسٹس ڈپارٹمینٹ کا یہ دعویٰ کہ اس واردات کی سازش کا دماغ خود شیخ تھے یہ آج بھی قابل گفتگو ہے۔ بلکہ یہی نہیں کہ ایک نابینا شخص جس نے نہ یہ سینٹر کبھی دیکھا نہ اس کے لئے آسان کہ ذہن میں اس کی شبیہ قائم کرے، کیونکر اسکو ٹارگیٹ بنانے کے لئے چن سکتا تھا، اس کے وہ ساتھی بھی جو اس میں ملوّث ہوئے نہ ہی ذہنی طور پر، نہ امریکہ سے واقفیت کے اعتبار سے اس قابل تھے کہ ان کے ہاتھوں سے ایسی کامیاب ترین پیمانہ کی واردات بغیر بیرونی امداد کے عمل میں آنا سمجھ میں آسکے۔ چنانچہ مقدمہ کے دوران میں صفائی کے وکلا کی طرف اس ایک مصری مخبر کے کردار کو بھرپور نمایاں کیا تھا جسے امریکن ایجنسی FBI نے شیخ کے لوگوں میں گھسا دیا تھا۔ اور ملزمان کے ساتھ اسکی ریکارڈ ڈ گفتگو ثابت کر رہی تھی کہ اس نے ان لوگوں کو اس واردات کے لئے اچھی طرح اُکسایا تھا.....'' (ص 301)

پس یہ جو اوپر پورے یقین کے ساتھ کہا گیا تھا کہ ۱۱ ستمبر کی واردات جو بظاہر ہمارے ہی ہاتھوں سے ہوئی، یہ اصل میں اوروں ہی کی ''بائی پراکسی واردات تھی۔ ہم محض استعمال ہوئے اور اس لئے ہوئے کہ سعودی عرب کو بھی نشانہ میں لینا تھا، تو مسٹر کیپل کا مذکورہ بیان اسی طریقہ واردات کی ایک دوسری مثال بھی ہمارے سامنے لے آیا ہے۔ کہ شیخ عمر کو جیل میں ڈالنا تھا، ان کے آدمی قابلِ مؤاخذہ کام کے لئے استعمال کر لئے گئے۔ اور اس سے پہلے کی جو کارروائی شیخ کے ساتھ اس منزل کی طرف لے جانے کے لئے ہوئی۔ وہ بھی مختصراً سن لینے کی ہے۔ کیپل نے لکھا ہے کہ ایک طرف تو شیخ پر مہربانی کا یہ عالم تھا کہ امریکہ پہنچ کر جنوری 91ء میں انہوں نے درخواست دی اور اپریل ہی میں انہیں گرین کارڈ عطا ہو گیا۔ یہ اس وقت تک کی بات تھی کہ کابل ابھی روسیوں ہی کے قبضہ میں تھا۔ مگر اس کے بعد نگاہ بدلی تو شیخ جو حج (یا عمرہ) کے لئے مکہ گئے ہوئے تھے واپس آئے تو پتہ چلا کہ وہ اپنی درخواست میں ایک جھوٹ کے مرتکب ہوئے تھے۔ وہ یہ کہ انھوں نے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ Bigamist (ایک سے زائد بیویوں کے شوہر) ہیں۔ پس اس بنیاد پر وہ گرین کارڈ سے محروم کر دئے گئے، اس پر شیخ نے سیاسی پناہ کی درخواست دی تو جیل شیخ کی پناہ گاہ ٹھہری۔

''ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو؟''

شیخ سے دلی ہمدردی ہے، مگر اس پر شرمندگی بھی بے حد ہے، کہ جہاد کا شعلہ بار داعی، سرپرست ومربی اور امریکی طاغوت سے پناہ کا طلب گار! اُس کی ذلیل طوطا چشمی کے بعد بھی از سرِ نو طلب گار!!

شیخ کے حال میں ہمارے لئے عبرت ہے کہ:

''عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد''

پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل
مجلس احرار اسلام پاکستان

# بے دست و پا کو دیدۂ بینا نہ چاہیے

پاکستان ان دنوں جن ایام پُر آلام سے گزر رہا ہے۔ اُس کا احساس محبِّ وطن پاکستانیوں کو بڑی شدّت کے ساتھ ہے جن کے دل و دماغ میں ایک کھلبلی سی مچی ہوئی ہے حیرانی اور پریشانی سے وہ مبہوت ہوگئے ہیں انہیں کچھ سوجھتا نہیں کہ وہ کیا کریں اور کس کے پاس اپنی فریاد لے کے جائیں، کون ہے جو اس ملک کو مسائل کی اتھاہ گہرائیوں سے باہر نکالے۔ جس ملک کو ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنی ہر متاع عزیز قربان کر کے بنایا تھا۔ آج جن حالات سے دوچار ہے وہ کوئی دو چار برسوں کی غلط حکمت عملیوں کی پیداوار ہرگز نہیں ہے، بلکہ ان غلطیوں کا آغاز قیام پاکستان کے ساتھ ہی ہوگیا تھا۔ جو کچھ ہم نے امریکہ کے لئے کیا اور اس کے جواب میں جو کچھ امریکہ نے ہمارے ساتھ کیا یہ وہ قصہ ٔ غم واندوہ ہے، جس کے دہرانے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے، دل دھڑکتا ہے اور آنکھیں خون کے آنسو بہاتی ہیں۔ ہم بے دست و پا لوگ اپنے قلم سے جو کچھ تحریر کرتے ہیں وہ ہمارے خلوص اور جذبۂ حب الوطنی کا غماز ہوتا ہے۔ ورنہ ہم نہ تو کسی طالع آزما کے سیاسی رقیب ہیں اور نہ ہمیں اقتدار کی ایسی کوئی خواہش ہے جس کے لئے ہم مضطرب و بے چین ہیں۔ ہمارا معاملہ تو اس شعر کی مصداق ہے ۔

نادیدنی کی دید سے ہوتا ہے خونِ دل
بے دست و پا کو دیدۂ بینا نہ چاہیے

مارچ 1953ء کی تحریکِ تحفظ ختم نبوت میں لاہور کو پہلی بار مارشل لاء کے ذریعے فوج کے حوالے کیا گیا، تاکہ پُرامن دینی تحریک کو کچل کے امریکہ بہادر کو خوش کیا جائے۔ اُس وقت کے مسلم لیگی وزیراعظم خواجہ ناظم الدین کے وہ الفاظ جو بے غیرتی کا عنوان بنے آج بھی تاریخ کے صفحات پر موجود ہیں، انہوں نے تحریک کے قائدین کو اپنی آخری ملاقات میں کہا تھا

''میں آپ حضرات کے مطالبات کو تسلیم کرنے سے قاصر ہوں نہ میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے سکتا ہوں اور نہ ہی میں سر ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ کے عہدے سے ہٹا سکتا ہوں، کیوں کہ اس سے امریکہ ناراض ہوجائے گا اور وہ پاکستان کو گندم دینا بند کردے گا، اس طرح پاکستانی بھوکے مرجائیں گے۔''

ذرا ان الفاظ پر غور کریں! ہمارے حکمران شروع میں ہی امریکہ سے کس قدر خوف زدہ اور مرعوب تھے۔ وہ امریکہ کو اپنا ''ان داتا'' تصور کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں۔ حیرت اور تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے وزیراعظم کو اس بات کا ذرا بھی احساس نہ تھا کہ وہ کیا بات کس کے سامنے کہہ رہے ہیں۔ کیا کسی آزاد ملک کا وزیراعظم یہ کہہ سکتا ہے جو کچھ خواجہ ناظم الدین نے تحریک کے قائدین کو اس وقت کہا۔

تحریک تحفظ ختم نبوت تشدد کے ذریعے کچل دی گئی، سینکڑوں مسلمان ناموس مصطفیٰ ﷺ پر قربان ہو گئے۔ امریکہ بہادر اس وقت کی لیگی قیادت سے بہت خوش ہوا تو اس وقت کے پاکستانی کمانڈران چیف جنرل ایوب خان کو جنہیں بانی پاکستان نے کسی گستاخی کی وجہ سے مستحق سزا قرار دیا تھا امریکہ بلایا اور انہیں کہا کہ تم نے دینی تحریک کو کچل کر جو کارنامہ سرانجام دیا ہے اس سے ہم بہت خوش ہیں ''مانگو انعام میں کیا مانگتے ہو'' جنرل ایوب نے جواب دیا ''فوجی امداد'' امریکہ نے کہا کہ ہم آپ کو فوجی امداد دینے کے لئے تیار ہیں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ آپ کا ہر کمانڈر انچیف ہماری سفارش کے مطابق ہوگا۔ تم پاکستان کی اصل طاقت ہو، ہماری خواہشات کے مطابق چلو گے تو ملک کے لئے ہم سے بہت کچھ حاصل کرلو گے اس طرح اُس سانحہ عظیم کا آغاز ہوا جواب ہمارے لئے سوہانِ روح بنا ہوا ہے۔ پاکستان کے عظیم محسن، پاکستان کو ایٹمی قوت بنانے والے، پاکستان کے دفاع کو ناقابل تسخیر بنانے والے، باعظمت اور باوقار شخصیت، ہر لحاظ سے محبّ وطن انسان، عزم و ہمت کے پیکر ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی یہ ذلت و رسوائی اُسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے، کہ انہیں قوم کے سامنے بلکہ پوری دنیا میں بطور مجرم پیش کر کے انہیں معافی مانگنے پر مجبور کیا گیا ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ اس طرح اپنے ہی خلاف ہم نے خود ہی دشمنوں کے ہاتھ میں ایف آئی آر تھما دی ہے جو کسی وقت ہمارے ایٹمی پروگرام کو سبوتاژ کرنے کے لئے دشمنانِ پاکستان و اسلام کے لئے ایک بنیادی دستاویز ثابت ہوسکتی ہے۔ ہمارے جنرل صاحب اس فن میں اتارو ہیں کہ حقائق کو چھپا کر جھوٹ کے سہارے غلط بیانی کس طرح کی جاتی ہے۔ اسلام آباد میں ان کی پریس کانفرنس میں نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھی اور کانوں سے سنی ہے، اس کانفرنس میں کمال یہ تھا کہ ایک طرف ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی حب الوطنی، ان کی وطن کے لئے قربانی وایثار اور ان کی گراں قدر خدمات کے جنرل صاحب ترانے گا رہے تھے اور اسی زبان سے انہیں حریص، لالچی خوفِ خدا سے عاری انسان، جسے اپنی قبر یاد نہ ہو، روپے پیسے کا رسیا، دولت کا بھوکا کہہ کر ان کی کردار کشی بھی کر رہے تھے۔ دراصل وہ جو کچھ کہنا چاہتے تھے اس کے لئے ان کا دل ان کا ساتھ نہیں دے رہا اور جو کچھ وہ کہہ رہے تھے وہ ان کے دماغ کی پُرکاری وعیّاری تھی۔

صاف چھپتے بھی نہیں ، سامنے آتے بھی نہیں
عجب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں

سبحان اللہ! ڈاکٹر قدیر کو وہ لوگ بھی مجرم قرار دے کر معاف فرما رہے ہیں جو سراپا قوم و ملک کے مجرم ہیں جو پہلے دن سے ہی امریکہ کے اشارے پر ناچتے چلے آرہے ہیں، جن کی جفا کاریوں اور غداریوں کے چرچے اب زمینوں پہ ہی نہیں آسمانوں پر بھی ہو رہے ہیں۔ جن کا سوائے امریکہ کی خوشنودی کے نہ کوئی مؤقف ہے نہ کوئی مشن، جن کو ''ہز ماسٹر وائس'' کہہ دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ جن کی ساری جماعت قوم کی مجرم ہے کہ انہوں نے قوم کی دولت کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا ہے، ابھی کل کی بات ہے اور بی بی سی کی وہ نشریات آج بھی فضا میں موجود ہیں کہ انیس ارب روپیہ قوم کا قرض' جنرل مشرف نے ''شجاعت اینڈ کو'' کو جن میں چند فوجی جرنیل بھی شامل ہیں معاف کیا تھا تا کہ یہ قومی مجرم' جنرل کی صدارت کی راہیں صاف کرسکیں جس جماعت کے وزراء کی اکثریت کا دامن کرپشن سے آلودہ ہے، وہ جنرل صاحب سے ڈیل کر کے وزارتوں تک پہنچے ہیں۔

لطف کی بات تو یہ ہے کہ جس جرنیل کی قیادت میں یہ ملک امریکہ، روس، بھارت، اسرائیل کی ایماء اور خواہش پر دولخت ہوا، اس جنرل کو کسی نے قوم سے معافی مانگنے پر مجبور نہ کیا بلکہ اس کی موت پر اسے اکیس توپوں کی سلامی دے کر سپردخاک کیا گیا جس

کے بارے یہ بات بھی اخبارات کی زینت بنی کہ اس نے کوئٹہ میں فوجی تربیت کے دنوں میں ایک ہوٹل کے اندر شراب کے نشے میں دُھت ہو کر بانی پاکستان کی تصویر کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے سڑک پر پھینک دیئے تھے۔ اس سے تو کوئی معافی نہ منگوا سکا اور جو لوگ ہر بار طوائف کی طرح الیکشن کے بعد منڈی میں بکاؤ مال کے طور پر سجتے ہیں اور بکتے ہیں، ملکی دولت سے اپنی تجوریوں کو بھرتے ہیں، جن کی عیاشیوں کی داستانیں کُو بکُو بکھری پڑی ہیں، جن کا نام زبان پر آتے ہی اُن کے گھناؤنے کردار کی سڑاند اس سے دل و دماغ متعفن ہو جاتے ہیں۔ جو لوگوں سے ہر بار فریب اور جھوٹے وعدے کر کے اقتدار پر آتے ہیں اور دوران حکومت قوم کے کروڑوں روپے شیر مادر سمجھ کر ڈکار جاتے ہیں۔ ان کو تو کسی نے معافی مانگنے پر مجبور نہ کیا۔ لے دے کے ایک ڈاکٹر قدیر خان ہی کیوں معافی کے لئے چنے گئے محض اس لئے کہ امریکہ یہی چاہتا تھا۔ امریکہ کے یہ ایجنٹ لیاقت علی کا قتل پی گئے۔ سید اکبر کی کہانی وضع کر کے جرمن نژاد قادیانی جسے باہر سے درآمد کیا گیا تھا جو لیاقت علی خان کا اصل قاتل تھا۔ اسے بخیریت ملک سے باہر بھیجنے والوں کو تو نہ کسی نے پکڑا اور نہ اسے معافی مانگنے پر مجبور کیا گیا ؎

تم جسے چاہو چڑھا لو سر پر
ورنہ یوں دوش پہ کاکل ٹھہرے

جنرل صاحب! آپ بھی جانتے ہیں اور ہم بھی بخوبی سمجھتے ہیں کہ یہ معافی ڈاکٹر قدیر صاحب سے کیوں منگوائی گئی یہ راز اب کوئی راز نہیں رہا دراصل آپ حضرات میں وہ صلاحیت اور جرات ہی نہیں کہ آپ امریکہ اور اسرائیل جیسے ظالم دشمن اسلام اور پاکستان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکیں۔ ان کے سامنے کلمۂ حق کہہ سکیں لیکن آپ میں اتنی عقل تو کم از کم ہونی چاہیے تھی کہ اس ساری کارروائی کو خفیہ رکھتے ایٹم بم کا موجد ایک جرمن سائنس دان تھا جو جرمنی سے بھاگ کر امریکہ آیا اور امریکہ کے ہتھے چڑھ گیا، امریکہ نے ایٹم بم بنایا اور اسے جاپانیوں پر استعمال بھی کیا، لاکھوں انسان لقمۂ اجل بنے پھر یہی ایٹمی راز فرانس، اسرائیل، چین، روس اور بھارت کو مہیا ہوئے کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ 1954ء میں امریکی سائنسدان جس کا نام ''جے رابرٹ اوپن ہیمر'' نے اور 2000ء میں دوسرے امریکن سائنس دان ''وین ہولی'' نے ایٹمی راز چین اور روس کو مہیا کئے تھے۔ مگر امریکی حکومت نے ان کے خلاف اس طرح تو کارروائی نہیں کی تھی جس طرح آپ نے کی ہے۔ انہیں بدنامی سے بچانے کے لئے معافی کا فیصلہ امریکی حکومت نے بھی کیا تھا جس کی کانوں کان کسی کو خبر نہ ہوئی۔ اگر آپ نے بھی یہ چاند چڑھانا ہی تھا تو اس ساری کارروائی کو خفیہ بھی رکھ سکتے تھے، جو آپ نے نہیں رکھی۔ کیونکہ اس کارروائی کو خفیہ رکھنے سے امریکہ اور اسرائیل کے وہ مقاصد پورے نہیں ہوتے تھے جو وہ پسِ پردہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔

جہاں تک ''انٹرنیشنل اٹامک انرجی کمیشن'' کی اس رپورٹ کا تعلق ہے جو آپ تک پہنچی ہے اور جس پر آپ نے یہ ساری کارروائی کی ہے اسے قوم کے سامنے پیش کریں، اس پر پارلیمنٹ کے اندر بحث کروائیں، خاص طور پر اب جبکہ ایران اور شمالی کوریا نے سرکاری طور پر اس بات کی تردید کر دی ہے کہ انہوں نے ڈاکٹر قدیر خان سے کوئی ایٹمی راز حاصل نہیں کئے، حکومت پاکستان نے اس بارے میں جھوٹ بولا ہے، اس رپورٹ کا باہر آنا اور ضروری ہو گیا ہے۔

پوری قوم اس سانحے پر نادم اور شرمندہ ہے جو موجودہ حکمرانوں کے ہاتھوں قوم کو پیش آیا، اندر خانے نہ جانے آپ نے

ڈاکٹر قدیر کو کیا کہا کہ وہ معافی مانگنے پر مجبور ہوگئے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ پوری قوم اس سانحۂ جانکاہ پر اپنے دل و دماغ کی گہرائیوں سے خود ڈاکٹر عبدالقدیر خان سے معافی کی طلب گار ہے، جنہوں نے قوم کو اس جنجال سے نکالنے کے لئے اپنی ذلت اور رسوائی کی بھی پروا نہیں کی انہوں نے اپنے جسم و جاں، قابلیت صلاحیت محنت اور زندگی کا سکھ چین، آرام تو پہلے ہی قوم پر قربان کر دیا تھا، لے دے کے ان کے پاس عزت وشہرت بچی تھی اسے بھی قوم پر قربان کر دیا عوام کو اس وقت ڈاکٹر عبدالقدیر کے جذبات واحساسات کا بڑی شدت کے ساتھ احساس ہے۔ڈاکٹر عبدالقدیر کے ذہنی کرب سے ہر محبِّ وطن پاکستانی خوب واقف ہے یقیناً غالبؔ کی زبان میں وہ دن رات یہی کہہ رہے ہونگے۔

لو وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ یہ بے ننگ و نام ہے
یہ جانتا اگر تو لٹاتا نہ گھر کو میں

جنرل صاحب! ذرا ہمت سے کام لیجئے اس طرح تو مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ مسائل پیدا ہوتے ہیں مسائل کو حل کرنے کے لئے بعض اوقات ہمت اور بہادری سے بھی کام لینا پڑتا ہے آپ تو خواہ مخواہ یہودیوں اور نصرانیوں کے آگے بچھے چلے جا رہے ہیں۔ان کی ہر خواہش پر ''یس سر'' کہہ کر آپ قوم و ملک کی کونسی خدمت سرانجام دے رہے ہیں، کون سا کام سنوار رہے ہیں۔قوموں کی زندگی اس بات کا تو نام نہیں ہے کہ بس سانس آتی جاتی رہے، زندہ رہنے کے لئے حمیّت غیرت کا ہونا بھی ضروری اور لازمی ہے کشمیر فلسطین اور چیچنیا کے مجاہدین کی تحریکیں آپ کے سامنے ہیں وہ نہ جانے کب سے ظلم وستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں مگر انہوں نے ہتھیار نہیں پھینکے طالبان کے ساتھ کیا کچھ نہیں ہوا جس میں آپ بھی طاقت کے ساتھ شامل ہیں لیکن وہ بھی بدلے ہوئے حالات کے تحت اپنی جنگ جاری رکھے ہوئے ہیں کیا پاکستان اپنے اندران تنظیموں جتنی بھی سکت نہیں رکھتا؟ آپ ہمیں افغانستان اور عراق کا نام لے کر ڈراتے رہتے ہیں لیکن یہ نہیں سوچتے کہ افغانستان اور عراق کے معاملے میں خود امریکہ بھی ایک مشکل میں پھنس گیا ہے امریکہ کے اندر بھی صدارتی انتخاب کی وجہ سے بش کے خلاف ایک ہلچل موجود ہے۔صدر اپنے اعمال بد کی وجہ سے خود نرغے میں ہے یاد رہے یہ دنیا بھی ایک مکافاتِ عمل کا نام ہے صدام حسین کے انجام سے عبرت حاصل کریں، ایک وقت اس پر بھی ایسا تھا کہ اس نے امریکہ کے اشارے پر ایران پر حملہ کیا کویت کو امریکہ کے ایماء پر نشانہ جارحیت بنایا، امریکہ کے اشارے پر ناچتا رہا، جب امریکہ نے اس سے سارے کام نکلوا لئے تو پھر وہی صدام حسین امریکہ کے لئے گردن زنی ہو گیا اور آج اس کی حالت دیکھ کر دل لرز اٹھتا ہے آج کا یہ صدام حسین کیا ہمارے لئے مقام عبرت نہیں ہے؟ منفی سوچ، منفی عمل کا سبب بنتی ہے، منفی عمل سے بچنے کے لئے اپنی سوچ کو مثبت انداز میں برقرار رکھنا ضروری اور لازمی ہے آپ بھی اپنی سوچ کو مثبت اندازفکر کی عادت ڈالئے کہ اس میں ہماری اور ہمارے ملک کی فلاح و بہبود کا راز مضمر ہے:

صَر صَر، سموم وحبس کی باتیں ہیں چارسو | اے کاش کوئی ہوتا جو کرتا صبا کی بات
کیوں ڈھونڈتا ہے پھر کسی آتش نوا کو جی | کرتا جو رزم گاہ میں لطف فنا کی بات
شکوہ ہے مجھ سے ایک ہی یاروں کو رات دن | کرتا ہے دورِزر میں بھی خالدؔ خدا کی بات

# بھارت ایشیا میں امریکہ کا دفاعی ساتھی

عبدالرشید ارشد

''بھارت ایشیا میں دفاعی ساتھی ہے ۔تعلقات طویل عرصہ کے لئے ہیں ۔دونوں ملکوں کے درمیان کے تعلقات بڑھانے کے لئے مزید اقدامات اُٹھائیں گے۔'' گلائیڈ پاتھ'' پروگرام سے ہمارے پاکستان کے ساتھ تعلقات متاثر نہیں ہوں گے''

(رچرڈ بوچر بحوالہ ''انصاف'' 17 جنوری 2004ء اے این، این)

دہشت گردی کے خلاف عالمی سطح کے ''جہاد'' میں امریکہ کے فرنٹ لائن سٹیٹ کے سربراہ جنرل پرویز مشرف کے پکّے کھرے دوست امریکہ کا بیان توجہ سے پڑھیے اور امریکی دوستی کی داد دیجئے جو بھارت کو میزائل اور ایٹمی پروگرام میں عملاً مدد دینے کا اعلان کرتا ہے، اسرائیل کے ذریعے بھارت کو پاکستان کے خلاف استعمال کرنے کے لئے انتہائی مہلک دفاعی ساز وسامان کا انتظام کرتا ہے اور اس پر پُر یقین ہے کہ پاکستان کے ساتھ امریکی تعلقات مجروح نہیں ہوں گے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا اقتدار بھی یہی رائے رکھتا ہے کہ امریکہ کے ساتھ دیرینہ تعلقات میں گذرتے لمحات استحکام پیدا کرتے جا رہے ہیں اور اپنے اس دعوے پر اقتدار کو اتنا ہی یقین ہے جتنا ایک راسخ العقیدہ مسلمان کو محشر میں خالق حقیقی کے سامنے جواب دہی کے لئے پیش ہونے کا یقین ہے۔ عام آدمی ''رموزِ مملکت حکمران بہتر جانتے ہیں'' کہہ کر اپنی پیٹ کے مسائل میں کھو جاتا ہے۔ جو رموزِ مملکت کا شعور رکھتے ہیں وہ یا بزدل بنے لب بندر کھنے پر مجبور ہیں یا مصلحتیں سدِّ راہ ہیں۔

بھارت کی پاکستان سے دشمنی اور ''دوستی'' کسی ذی شعور سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ ''را'' کے آئے دن کئے جانے والے دھماکے' کس کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ بھارت کے اندر مسلمانوں کا حشر کس سے چھپا ہے اور لہولہو کشمیر کے شب وروز کونسی آنکھ نہیں دیکھتی۔ گذشتہ نصف صدی سے ''بغل میں چھری منہ میں رام رام'' کے عملی مظاہرے' پرانی نسل کے ساتھ ساتھ نئی نسل نے بھی دیکھے ہیں، 1965 اور 1971 کی جنگوں کی صورت میں چکھے ہیں، بنگلہ دیش بنتا دیکھا ہے۔

مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنوانے میں امریکہ کا کردار کس سے چھپا ہے! آج وہی امریکہ کھل کر بھارت کا ایشیا میں دفاعی ساتھی بن رہا ہے۔ بھارت کے دفاعی تقاضوں کا تجزیہ کریں تو دو ممکنہ دشمن ہیں۔ پہلا دشمن جو بھارت کے سینے کی پھانس ہے، پاکستان ہے اور دوسرا دشمن چین ہوسکتا ہے چین اور پاکستان بھارت پر حملہ میں پہل کریں سوچا بھی نہیں جاسکتا جب کہ بھارت کا ماضی ثابت کرتا ہے کہ کشمیر، جونا گڑھ اور حیدر آباد دکن سے لے کر مشرقی پاکستان تک کو تاراج کیا۔ گویا بھارت کسی بھی لمحے' ماضی کی طرح پاکستان کے خلاف جارحیت کا مرتکب ہوسکتا ہے اور اس جارحیت بلکہ دہشت گردی پر ردِّ عمل کے طور پر پاکستان جوابی کارروائی کرے تو امریکہ دفاعی معاہدہ' پاکستان کے شانہ بہ شانہ امریکی فوج پاکستان کے خلاف صف آرا ہو کر پاکستان سے دوستی کا

حق ادا کرے گی! اور کسی ممکنہ جنگ میں بھارت امریکہ دفاعی معاہدہ پاکستان کے خلاف ''خوشحالی واستحکام'' کے پھول نچھاور کر سکتا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ایک عام دیہاتی کے سامنے اگر یہ مثال رکھیں کہ دو ہمسایوں کی نصف صدی پرانی دشمنی چلی آ رہی ہے اور اُن میں ایک نے دوسرے پر بار بار حملے کئے ہیں بلکہ یہی نہیں ایک حملے میں اپنے ہمسائے کا ایک بازو بھی کاٹ دیا ہے۔ بازو کاٹنے والا یہ ہمسایہ مکّار بھی ہے اور انتہائی جھوٹا، مسلمہ منافق بھی ہے۔ کبھی دشمنی کی بات کرتا ہے تو کبھی دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہے۔ اس مکّار ہمسائے کا ایک اثر رسوخ والا سرپرست بھی ہے جو اس ہمسائے کو لڑنے کا سامان فراہم کرتا ہے اور سرپرستی کا عملی ثبوت فراہم کرتا ہے مگر دوسرے امن پسند اس کے ہمسائے کو اپنی پکی کھری اور سچی دوستی کا بار بار زبانی یقین دلاتا ہے تو کیا ایسے دوست کی دوستی پر اعتماد کر لینا چاہیے تو دیہاتی بھی ایسے اعتماد کو احمقانہ فعل قرار دے گا۔

اب دیہاتی کے مقابلے میں اس شخصیت کو لایئے جو دفاعی تعلیم وتربیت کی سب سے اونچی سیڑھی پر بیٹھی ہے اور ملکی سلامتی کی نیّا کھیون ہار بھی ہے اگر وہ دشمن کے دفاعی ساتھی کو اپنا دوست سمجھ لے تو کیا ماضی کے سارے کئے دھرے پر پانی پھیرنے والی عقل کی حامل قرار نہ پائے گی۔ جو شخص دوست کے دشمن کو چھری پکڑائے اُسے کون دوست تسلیم کرے گا وہ تو دشمن بھی زیادہ خطرناک ہے کہ دشمن کو حملہ کی اکساہٹ کا سبب بنتا ہے۔ یہی پاکستان کے لئے امریکی دوستی کی حقیقت ہے۔

اگر کہا جائے کہ امریکہ بھارت کو چین کے خلاف تیار کر رہا ہے تو بھی یہ ہر لحاظ سے محلِ نظر ہے۔ اوّل تو چین کی بھارت کے خلاف جارحیت دور دور تک نظر نہیں آتی، چین اپنی سرحدوں کے اندر مضبوط مستحکم ہونے پر یقین رکھنے والا ملک ہے۔ کم از کم گزشتہ نصف صدی میں صرف ایک بار بھارت کی اپنی انگیخت پر اس نے معمولی کارروائی کی تھی اور بغرض محال بھارت کسی جارحیت کا ارادہ رکھے تو چین سے اُسے اکیلے ہی بڑی تڑوانی ہوگی دفاعی ساتھی اس قدر بزدل ہے کہ ساتھ کھڑا ہو کر مار کھانے کی سکت نہیں رکھتا۔

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ چین اور پاکستان کی دوستی آزمودہ ہے، چین نے امریکہ کی طرح کبھی پاکستان کی پیٹھ میں خنجر نہیں اُتارا۔ ایسے مخلص دوست کے خلاف دشمن بنانے اور اس دشمن کو میزائل وایٹمی صلاحیت میں عملاً تعاون کرنے والا، اگر دوستی کا دم بھرے تو پائے حقارت سے ٹھکرا دینے کے قابل ہے کہ اس کی دوستی کو تسلیم کرنا چین کے ساتھ دیرینہ دوستی کی توہین ہے اور دوسرے لفظوں میں چین کو یہ موقع مہیا کرنا ہے کہ وہ ہماری دوستی کے دعوے کو ہمارے منہ پر دے مارے۔

چین کے، پاکستان کے دفاع کے حوالے سے ان گنت احسانات ہیں کہ اس نے عملاً مدد کر کے ہمیں دفاعی ضروریات کے حوالے سے امریکہ ویورپ سے بے نیاز کیا۔ ضرورت اس دوستی میں استحکام واستمرار کی ہے کہ اس کو اپنا دفاعی ساتھی بنا لینے سے بھارت کو جارحیت کی کبھی توفیق نہ ہوگی اور بھارت اپنے جامے میں رہنے پر مجبور ہوگا۔ کیا یہ معمولی سی بات سمجھنا ہماری فوجی قیادت کے لئے مشکل ہے؟ ہمارے دفاعی ماہرین ابھی اس قدر بے بصیرت نہیں ہوئے۔ ہمارا حسنِ ظن یہی ہے!!

رچرڈ بوچر کے بیان سے یوں لگتا ہے کہ پاکستان کو اس قدر ''کھلایا پلایا'' گیا ہے کہ وہ ہر قدم پر تابع فرمان رہے گا کیونکہ سیانے کہہ گئے ہیں کہ ''منہ کھائے اور آنکھ شرمائے'' کیا یہ کیفیت تو نہیں ہے؟

محمد عابد مسعود ڈوگر

# وائے افسوس! یہ سیاہ دن بھی ہمارے مقدر میں تھا

کوئی دو ماہ قبل میر پور سے تعلق رکھنے والے سائنسدان ڈاکٹر محمد فاروق کو جب گرفتار کیا گیا تو ہمیں اسی وقت یقین ہو گیا تھا کہ اب یہ سلسلہ رکنے والا نہیں ہے۔ حکمران بے حمیتی کے مظاہرے میں جس حد تک آگے نکل گئے ہیں، ہماری تاریخ میں شاید اس کی مثال ڈھونڈنا مشکل ہے۔ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے حوالے سے مختلف ادوار میں طرح طرح کے حملے ہوتے رہے ہیں۔ مغربی دنیا میں اس کی شہرت کو اس طرح بکھیرا گیا کہ گویا یہ چند لچے لفنگوں اور بدمعاش افراد کا تیار کردہ اور قائم کردہ ایک پروگرام ہے' اگر اسے مقررہ وقت پر نہ روکا گیا تو پوری دنیا بدامنی اور فساد کی لپیٹ میں آجائے گی۔ یہ پروپیگنڈہ جوں جوں بڑھتا گیا' اس پروگرام سے وابستہ افراد پر عالمی صیہونی شکنجہ توں توں کستا چلا گیا۔ سب سے پہلے محسن پاکستان عزت مآب جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان حفظہ اللہ تعالیٰ کو ایٹمی پروگرام سے علیحدہ کیا گیا اور ان کی حیثیت محض ایک مشیر کی بنادی گئی۔ اس کے بعد مغربی میڈیا میں چھپنے والی چند یہودی ساختہ رپورٹوں کی بنیاد پر اس پروگرام سے وابستہ افراد کے ساتھ وہ شرمناک کھیل کھیلا گیا جو اب تک پوری بے حسی اور بے غیرتی کے ساتھ جاری ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پالیسی ساز اداروں کے لیے اصل ہدایات مغربی اخبارات کے ادارتی صفحات پر ہی چھپی ہیں کسی بھی یورپی یا امریکی اخبار میں چھپنے والی جھوٹی خبر وہاں کے بسنے والے افراد کے لیے ذرا سی دلچسپی کا باعث نہ ہو لیکن ہمارے یہاں اس خبر کو حکم کا درجہ دے کر فوراً اپنی عزت اور وقار پر کالک مل دی جاتی ہے۔ ہمارے آنے والی نسلیں گزر جانے والے لوگوں پر تھوتھو کریں گی کہ کیسے لوگ تھے کہ جنہوں نے اپنے محسنوں کو ان کے احسان کا بدلہ اس صورت میں دیا کہ ان کی ذلالت اور بے عزتی کے افسوسناک حالات کو دیکھ کر ان کے گھرانے کی باپردہ عفت مآب ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو سڑکوں اور چوراہوں پر آکر اپنے پیاروں کی زندگی اور عزت کی بھیک مانگنا پڑی۔

ڈی بریفنگ کے نام پر جو شرمناک کھیل قوم کے محسنوں کے ساتھ کھیلا جارہا ہے۔ وہ دراصل ایٹمی پروگرام سے وابستہ افراد کو نشان عبرت بنانے کے لیے عالمی استعماری پروگرام کا ایک حصہ ہے جس کے ذریعے ان افراد کو نشان عبرت بنادیا جائے گا' جنہوں نے قوم کو عزت، وقار اور تحفظ کا احساس عطا کیا۔ پاکستانی قوم کو چاہیے کہ آنکھیں کھول کر دیکھ لے' عالمی یہودی منصوبہ سازوں کے منصوبوں کو انجام تک پہنچانے کے لیے کون کیا کردار کررہا ہے۔

☆☆☆

شورش کاشمیریؒ

# ظفر علی خاں کو ڈھونڈتا ہوں

گزشتہ ماہ اسلام آباد میں سرکاری سرپرستی میں ہونے والے علماء ومشائخ کنونشن کی روداد پڑھ کر آغا شورش کاشمیری مرحوم کی چالیس سال قبل لکھی ہوئی ایک نظم یاد آ گئی' جوانہوں نے ایسے ہی کسی اجتماع سے متاثر ہوکر کہی تھی۔ یہ نظم اسی تناظر میں پڑھی جائے۔ (مدیر)

عصا بدستوں کے لاؤ لشکر میں روح ایماں کو ڈھونڈتا ہوں
بتانِ اسلام کے جزیرے میں نورِ قرآں کو ڈھونڈتا ہوں
قلم کے پُرجوش معرکوں میں ظفر علی خاں کو ڈھونڈتا ہوں
ظفر علی خاں کو ڈھونڈتا ہوں

ظفر علی خاں کو ڈھونڈتا ہوں کہ ان عماموں کے پیچ کھولے
دنی نہادوں پہ طنز توڑے غلط مقاموں کے پیچ کھولے
یہ دیدہ و دل کی آرزو ہے کہ ان غلاموں کے پیچ کھولے
ظفر علی خاں کو ڈھونڈتا ہوں

یہ داڑھیوں کے سیاہ پھندے کہ ان پہ تقدیس نوحہ گر ہے
یہ پیٹ کے نابکار بندے کہ ان کا مسلک ہی سیم و زر ہے
انہیں زمیں دوز کرکے چھوڑے مرے وطن میں کوئی بشر ہے؟
ظفر علی خاں کو ڈھونڈتا ہوں

دلوں سے جوشِ جہاد غائب رہا' نہ ذوقِ جُنوں سروں میں
قبابدوشوں ،عمامہ پوشوں ،حرم فروشوں،صنم گروں میں
شراب خانہ کے مغبچوں میں قُمارخانہ کے دلبروں میں
ظفر علی خاں کو ڈھونڈتا ہوں

زبانِ اردو شریر لہجے کی مار پر مار کھا رہی ہے
فریب کو پر لگے ہوئے ہیں قضا کھڑی مسکرا رہی ہے
بڑے دنوں سے دلِ شکستہ میں آرزو لہلہا رہی ہے
ظفر علی خاں کو ڈھونڈتا ہوں

حنائی داڑھی ، سفید کرتا ، دراز چوغا ، عجیب مضموں
حدیثِ لیلیٰ ، فریبِ محمل ، سَرابِ ناقہ ، جدید مجنوں
نگاہیں جو کچھ بھی دیکھتی ہیں یہ جی میں آتا ہے صاف کہہ دوں
ظفر علی خاں کو ڈھونڈتا ہوں

یہ چلتے پھرتے سفید گنبد کہ جیسے دنیا و دیں کا لاشا
یہ لفظ و معنی کا دوغلہ پن کہ جیسے بازار میں تماشا
خدا میری سادگی کو سمجھے عجیب تر ہے یہ میری آشا
ظفر علی خاں کو ڈھونڈتا ہوں

وہ سامنے دو قدم پہ حوروں کے شوہروں کی برات نکلی
کہ ہم جسے دن سمجھ رہے تھے وہ ایک تاریک رات نکلی
خدا مرے ولولوں کا حافظ میری زباں سے یہ بات نکلی
ظفر علی خاں کو ڈھونڈتا ہوں

کہاں کے درویش میروسلطاں کی چوکھٹوں کے غلام ہیں یہ
بقول اقبال تیغ جن میں کوئی نہیں وہ نیام ہیں یہ
نفس کے ہتھے چڑھے ہوئے ہیں رہِ مشیخت میں خام ہیں یہ
ظفر علی خاں کو ڈھونڈتا ہوں

مری صدا ہے کہ ان محلوں کے بیخ و بن بھی اکھاڑ ڈالے
مری دعا ہے کہ تیغ اسلام ان کے قبوں کو پھاڑ ڈالے
مری تمنا ہے ان فقیہوں کو دورِ حاضر پچھاڑ ڈالے
ظفر علی خاں کو ڈھونڈتا ہوں

جناب شورشؔ یہ واعظوں کا نگر ہے انساں نہیں ملے گا
ذرا سنبھل کر قدم اٹھانا کہیں بھی ایماں نہیں ملے گا
قلم کی تلوار لے کے نکلو ظفر علی خاں نہیں ملے گا
ظفر علی خاں کو ڈھونڈتا ہوں

# سلام

شہدائے ختم نبوت 1953ء

مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
(مارچ 1988ء)

سلام اُن پر، کہ میرِ کارواں تھے
سلام اُن پر، کہ پیرِ عارفاں تھے
سلام اُن پر، نبی کے عاشقاں تھے
سلام اُن پر، قتیلِ فاسقاں تھے
سلام اُن پر، عدوِّ کاذباں تھے
سلام اُن پر کہ حق کے پاسباں تھے
سلام اُن پر کہ وہ برق تپاں تھے
سلام اُن پر کہ وہ شعلہ فشاں تھے
سلام اُن پر، شہادت جن کی منزل
سلام اُن پر، جو مر کے جاوداں تھے
سلام اُن پر، کہ وہ جانِ جہاں تھے
سلام اُن پر، شہادت میں جہاں تھے
سلام اُن پر، جو قاتلِ اعظم☆ کے مقابل
سلام اُن پر، نہتے ناتواں تھے

---

☆ ڈائر ثانی جنرل اعظم خان

# سلام

شہدائے ختمِ نبوت 1953ء

بنتِ امیرِ شریعت سیدہ اُمِّ کفیل مدظلہا

سیّدِ الکونین کے سب جاں نثاروں کو سلام
دین کے اُن اوّلیں بنیاد کاروں کو سلام

سربکف قرآں بلب رہتے تھے جو گِردِ نبی
بدر کے اُن تین سو تیرا ستارو ں کو سلام

رات کو تھیں سجدہ گاہیں دیدۂ گریاں سے تَر
صُبحدم جنگاہ میں ، اُن شہسواروں کو سلام

ہم تو ہیں ہی نام لیوا' معترف منکر بھی ہیں
اُن جگرداروں ،شہیدوں ، جاں سپاروں کو سلام

گولیوں سے بھون ڈالا جن کو اعظم خان☆ نے
اُن کی روحوں پر سلام' اُن کے مزاروں کو سلام

(دارِ بنی ہاشم' اگست 2003ء)

☆جنرل اعظم خان' جس کے مارشل لائی حکم پر 1953ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں لاہور میں سینکڑوں مسلمان شہید کر دیئے گئے۔

لطیف اُلفت
(اسلام آباد)

# قافلۂ بہار

جناب عبداللطیف الفتؔ ہمارے قدیم کرم فرماؤں میں سے ہیں۔ایک ادب شناس اورادب نواز شخصیت ہیں۔ذیل کی نظم دراصل شہداءختم نبوت 1953ءکا مرثیہ ہے۔مارچ 1953ءمیں تحریک تحفظ ختم نبوت کے دوران وہ لاہور آئے اور عشاقان ختم نبوت پرٹوٹنے والے ریاستی قہر،خون آشام ستم ،برستی گولیوں،تڑپتی لاشوں اوردم توڑتی جوانیوں کی اندوہناک چشم دیدروداد سن کرمضطرب ہوگئے۔یہ اشعارانہی دنوں کی یادگار ہیں۔(مدیر)

ہم پر اگر کرم نہیں بیداد ہے تو کیا
ویراں ہوا چمن ، قفس آباد ہے تو کیا
اپنے لبوں پہ ظلم کی فریاد ہے تو کیا
دورِ خزاں ہے ، خطرۂ صیاد ہے تو کیا

اپنے پروں میں جان ہے دل میں یقیں تو ہے
اور قافلہ بہار کااپنے قریں تو ہے

گر سخن ہے اور اگر دارہے تو کیا
جوروجفا کی گونجتی للکار ہے تو کیا
گررزمگاہِ عشق میں پیکار ہے تو کیا
سونتی ہوئی جو ظلم نے تلوار ہے تو کیا

اک ''میرکارواں☆'' کی خودی راہبر تو ہے
اپنے سروں پہ اس کی عزیمت سپر تو ہے

کانٹوں پہ اپنی گر بسر اوقات ہے تو کیا
ڈوبی چمن کی سوگ میں بارات ہے تو کیا
رستہ کٹھن ہے ، دشمنوں کی گھات ہے تو کیا

سارے چراغ بجھ چکے ہیں ، رات ہے تو کیا
''لاتقنطوا'' کی ایک نویدِ سحر تو ہے
اک نور کے طلوع کی ہم کو خبر تو ہے

کچھ امتحان گاہ میں پیارے گئے تو کیا
کچھ بے گناہ راہ میں مارے گئے تو کیا
عشاق کچھ جو دار پہ وارے گئے تو کیا
مقتل میں سرپھرے جو اتارے گئے تو کیا

ان کے لہو سے جادۂ الفت جو تر ہوا
تو قافلہ بہار کا پھر تیز تر ہوا

☆ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

سید کاشف گیلانی

# کیسے آشوب سے اربابِ حکومت گزرے

ایسا لگتا ہے دبے پاؤں قیامت گزرے
یہ وہی جانتا ہے جس پہ مصیبت گزرے

اہل اسلام میں تفریق ' ستم ہے خود پر
اس سے بچ بچ کے سدا اہلِ بصیرت گزرے

اقتدار اپنا بچایا ہے لہو دے دے کر
کیسے آشوب سے اربابِ حکومت گزرے

اے خدا ! کیوں ترا شکوہ مرے لب پر آئے
میں تو کافر ہوں اگر دل سے شکایت گزرے

کیا ڈرائیں گے عقوبت سے اُسے اہلِ ستم
دل پہ جس شخص کے ہر روز قیامت گزرے

وہ بچھاتے رہے حق والوں کی رہ میں آنکھیں
ایسے نظروں سے مری اہلِ عقیدت گزرے

مسکرانے لگیں ہر سَمت خِزاں دیدہ گلاب
اس گلستاں سے اگر بادِ محبت گزرے

تکرت و کابل و بغداد ہیں شاہد کاشفؔ
نقشِ پا چمکے جہاں سے بھی صداقت گزرے

ابوسفیان تائب
(حاصل پور)

# جوخوں میں نہا لیتے ہیں.....

(بیاد: شہدائے ختم نبوت)

جو صبحِ ازل ہی سے وفاؤں کے امیں ہیں
واللہ امر ہیں وہ کبھی مرتے نہیں ہیں
محور ہے خدا ان کا، رضا کے ہیں وہ مظہر
سر چشمۂ انوار کا عنوانِ حسیں ہیں
پر جلتے ہیں جبریل کے بھی سدرہ سے آگے
سدرہ سے جو گزرے ہیں وہ مہمانِ بریں ہیں
ایمانِ مجسم ہیں وفا کے جو ہیں پیکر
ہو آتشِ نمرود بھی تو جلتے نہیں ہیں
آنسو ہیں رواں شمع کی آنکھوں سے مسلسل
خود سوزی سے پروانے مگر ٹلتے نہیں ہیں
گو راہِ وفا میں ہیں مصائب کی چٹانیں
عزم ان کا ہمالہ ہے تو افلاک یقیں ہے
شاہیں ہیں وہ، پربت سے تو پرواز ہے اونچی
آفاق نشیں ہیں کہ وہ فردوس نشیں ہیں
اک پاؤں کی ٹھوکر سے ہیں کوہسار لرزتے
صحرا ہوں سمندر ہوں سبھی زیرِ نگیں ہیں
شق کر کے پہاڑوں کو ہٹا دیتے ہیں راہ سے
ہو آگ کا دریا بھی تو گھبراتے نہیں ہیں
روشن ہیں محبت کے چراغ ان کے لہو سے
مہکی ہے فضا جن سے وہی خلد نشیں ہیں
کٹواتے ہیں سر جھوم کے وہ راہِ وفا میں
اقبال بلند ان کا وہ جنت کے مکیں ہیں
پھیلی ہے فضاؤں میں مہک ان کے لہو کی
جو خوں میں نہا لیتے ہیں وہ کتنے حسیں ہیں
لاریب جو ہو جاتے ہیں دیوانے وفا کے
کر جاتے ہیں وہ کام جو ممکن ہی نہیں ہیں
دنیا دھرے الزام ہزار ان پہ مگر وہ
کردار کا معیار ہیں اور خندہ جبیں ہیں

تائبؔ جو ہیں معراجِ وفا پانے کے خوگر
جاں دیتے ہیں اس راہ میں اُف کرتے نہیں ہیں

# اخبار الاحرار

## مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

### امریکہ دنیا پر قبضہ کرنے کے لیے جارحانہ اقدامات اور انسانیت کی تذلیل کررہا ہے
### عراقی عوام کی آزادی اور افغانستان میں انسانی حقوق کی بحالی کے نعرے جھوٹے ہیں
### اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے کے لیے میڈیا اور عصری علوم پر دسترس حاصل کرنا ضروری ہے

**برطانیہ کے معروف عالم مولانا محمد عیسیٰ منصوری کا دفتر احرار لاہور میں خطاب**

لاہور (28 جنوری) ممتاز مذہبی سکالر اور ورلڈ اسلامک فورم (برطانیہ) کے چیئر مین مولانا محمد عیسیٰ منصوری نے کہا ہے کہ امریکہ حیوانیت کے تحت دنیا پر غلبہ پانے کے لیے جارحانہ اقدامات کررہا ہے۔ عراقی عوام کی آزادی اور افغانستان میں انسانی حقوق کی بحالی کے نعرے جھوٹے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام مرکزی دفتر نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں ''عصر حاضر میں ہماری ذمہ داریاں'' کے عنوان سے منعقدہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہدالراشدی، مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ اور قاری محمد یوسف احرار نے بھی خطاب کیا جبکہ بزرگ احرار رہنما چودھری ثناء اللہ بھٹہ نے صدارت کی۔

مولانا محمد عیسیٰ منصوری نے کہا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ آئے روز قوموں کو ہڑپ کیا جارہا ہے اور یہ آزادی دلانے اور انسانی حقوق کی بحالی کے نام پر ہورہا ہے۔ اس کی مثال افغانستان اور عراق میں دیکھنے کو ملی ہے۔ آج جو دنیا پر حاوی ہیں' وہ انسانیت کی تذلیل کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی مخلوق کو جھوٹے خداؤں کی خدائی سے نجات دلانا اصل انسانیت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری انسانیت کی فلاح کی بات کی۔ اس لیے وہ پوری انسانیت کے قائد وہادی ہیں چونکہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا' اس لیے یہ کام اب امت نے کرنا ہے۔ آج دنیا دکھوں کا شکار ہے اور چند آسودہ لوگوں نے مظلوموں کی گردنوں پر اپنے پنجے گاڑ رکھے ہیں۔ ان کو نجات دلانے کی ذمہ داری اللہ کے بندوں پر عائد ہوتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہر شعبے کا علم حاصل کریں اور مظلوموں کی مدد کے لیے آگے بڑھیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کی غلط تصویر پیش کرنے کی کوشش زور پکڑ گئی ہے۔ اس کا جواب دینے کے لیے میڈیا سمیت ہر شعبے میں آگے بڑھنے اور دینی وعصری علوم پر دسترس حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ بعد ازاں اپنے اعزاز میں دیئے گئے عشائیہ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد عیسیٰ منصوری نے کہا کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور اکابر احرار نے انگریزی استبداد کے خلاف جو تاریخ ساز کردار ادا کیا' وہ امت مسلمہ کا ورثہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ احرار کے اس کردار کو پھر زندہ ومؤثر کیا جائے اور نئی نسل کی فکری ونظریاتی رہنمائی کے لیے حالات حاضرہ کو ملحوظ رکھ کر لائحہ عمل مرتب کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ مرزا قادیانی کی تعلیمات اسلام سے متصادم ہیں۔ قادیانی فتنے نے

برطانیہ کو اپنا مرکز بنالیا ہے اور وہاں قادیانیوں کے دجل وتلبیس کا پردہ چاک ہو رہا ہے اور یورپ میں قادیانیت ترک کر کے اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد حیرت انگیز طور پر خوش آئند ہے۔انہوں نے علماء کرام اور دینی کارکنوں پر زور دیا کہ وہ قدیم وجدید فتنوں کے طریقہ کار کو سمجھ کر اپنی حکمت عملی طے کریں۔

## انتخابی فہرستوں میں ختم نبوت کا حلف نامہ بحال کرنے کے فیصلے کا خیر مقدم

لاہور (یکم فروری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، نائب امیر چودھری ثناء اللہ بھٹہ، پروفیسر خالد شبیر احمد، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری اور میاں محمد اویس نے چیف الیکشن کمشنر کی جانب سے انتخابی فہرستوں میں ختم نبوت کا حلف نامہ لازمی قرار دینے کے فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے اسے آئین وقانون کی عمل داری اور بالادستی سے تعبیر کیا ہے اور کہا ہے کہ ایسے حساس اور بنیادی مسائل سے اغماض نہ صرف 73ء کے آئین اور امتناع قادیانیت ایکٹ سے انحراف ہے بلکہ عقیدۂ ختم نبوت سے غداری اور کفر وارتداد پروری کی ذیل میں آتا ہے۔احرار رہنماؤں نے ایک مشترکہ بیان میں مطالبہ کیا کہ آئندہ سالانہ نظر ثانی کے حوالے سے الیکشن کمیشن طبع شدہ جو فارم مہیا کرے اس میں حسب ضابطہ پہلے سے عقیدۂ ختم نبوت کے اقرار اور قادیانیت سے برأت والی عبارت موجود ہونی چاہیے تاکہ اس قسم کے مواقع پر قادیانی کوئی سازش نہ کرسکیں اور ابہام کی کیفیت پیدا نہ ہو۔

احرار رہنماؤں نے اس حوالے سے قانونی جدوجہد کر کے حذف شدہ عبارت کو بحال کروانے پر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مولانا منظور احمد چنیوٹی کی خدمات کو خراج تحسین اور مبارک پیش کی ہے۔

## اپنے عقائد کا تحفظ اور ملک کا دفاع مسلمانوں پر واجب ہے: امیر احرار سید عطاء المہیمن بخاری

کلورکوٹ (11 فروری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ مجلس احرار اسلام، عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور منصب صحابہ کے دفاع کے لیے اپنی تمام صلاحیتیں اور وسائل بروئے کار لائے گی۔وہ مدرسہ نور ہدایت کلورکوٹ ضلع بھکر میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام ''تحفظ ختم نبوت کانفرنس'' سے خطاب کر رہے تھے۔انہوں نے کہا کہ ملک وقوم ہر حوالے سے خطرناک حالات کی طرف بڑھ رہے ہیں۔عقائد کا تحفظ اور ملک کا دفاع ہر مسلمان پر واجب ہے۔جب تک مسلمان دین کو اپنی عملی زندگی میں جاری نہیں کرتے۔اس وقت تک یہ اعلیٰ مقصد حاصل نہیں ہوسکتا۔

واضح رہے کہ ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری پہلی مرتبہ کلورکوٹ تشریف لائے۔نواسۂ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری بھی آپ کے ہمراہ تھے۔انہوں نے بھی جلسہ سے خطاب کیا۔مجلس احرار اسلام کلورکوٹ کے صدر حافظ محمد سالم، دامن انصاری، محمد عبداللہ انصاری، داؤد معاویہ انصاری اور دیگر احرار کارکنوں نے جلسہ کے لیے بڑی محنت کی۔بازار میں سرخ پرچم لہرا رہے تھے اور بڑے بڑے بینر آویزاں تھے۔اہل کلورکوٹ حضرت امیر شریعت کی نشانی کو دیکھنے کے لیے بے چین تھے۔آپ کے خطاب کے بعد شہر کے دینی حلقوں نے احرار کارکنوں کو مبارک باد دی۔

حضرت پیر جی مدظلہ 12 فروری کو صبح خانقاہ سراجیہ تشریف لے گئے اور حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ سے ملاقات کے بعد واپس ملتان تشریف لے گئے۔

## ہیومن رائٹس فاؤنڈیشن پاکستان، معاشرہ کے مظلوم افراد سے تعاون کرے گی

لاہور (12 فروری) ملک میں انسانی حقوق اور اسلامی تعلیمات کے حوالے سے موجودہ صورتحال کا جائزہ لیتے ہوئے ''ہیومن رائیٹس فاؤنڈیشن پاکستان'' نے از سرنو متحرک ہونے کا فیصلہ کیا ہے اور اسلامی احکام کی روشنی میں معاشرہ کے نادار طبقات اور افراد کی قانونی اور اخلاقی امداد کے لئے کام کرنے کا عزم کیا ہے۔ ہیومن رائیٹس فاؤنڈیشن پاکستان تین سال قبل لاہور ہائیکورٹ کے سینئر وکیل چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ کی سربراہی میں قائم کی گئی تھی جو زیادہ متحرک نہ رہ سکی اس کے ذمہ دار حضرات کا ایک اہم اجلاس ہیومن رائیٹس فاؤنڈیشن پاکستان کے دفتر میں چودھری ظفر اقبال ایڈووکیٹ کے زیر صدارت ہوا۔ جس میں مولانا زاہدالراشدی ، عبداللطیف خالد چیمہ، جناب سیف اللہ خالد، مولانا قاری جمیل الرحمان اختر، جناب گلزار احمد خان ایڈووکیٹ، جناب عبداللطیف طارق ایڈووکیٹ اور جناب شاہد محمود نے شرکت کی۔ اجلاس میں طے پایا کہ ہیومن رائیٹس فاؤنڈیشن پاکستان ملک بھر میں انسانی حقوق کے تعارف اور تحفظ، معاشرہ کے مظلوم طبقات اور افراد کی بلا امتیاز مذہب، نسل وقومیت ہر ممکن حمایت وتعاون اور اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشوں کو بے نقاب کرنے کے لئے کام کرے گی۔ اس کا ہیڈ آفس لاہور میں ہوگا اور ملک کے مختلف شہروں میں اس کی شاخیں قائم کی جائیں گی۔ اجلاس میں فاؤنڈیشن کے مندرجہ ذیل عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ چیئر مین چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ لاہور، سینئر وائس چیئر مین جناب عبدالرشید ارشد جوہر آباد، وائس چیئر مین چودھری شجاعت علی مجاہد سیالکوٹ، سیکرٹری جناب سیف اللہ خالد لاہور اور سیکرٹری مالیات میاں محمد اویس لاہور۔ اجلاس میں طے پایا کہ فاؤنڈیشن کے دستور کی منظوری اگلے اجلاس میں دی جائے گی جو 4 مارچ کو لاہور میں ہوگا۔ ہیومن رئیٹس فاؤنڈیشن پاکستان کے چیئر مین چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ نے ملک بھر میں اس مشن سے دلچسپی رکھنے والے احباب سے اپیل کی ہے کہ وہ درج ذیل پتے پر ہمارے ہیڈ آفس رابطہ کریں۔

**ھیومن رائیٹس فاؤنڈیشن پاکستان**

دفتر: سی پی اے سنٹر 41 فرید کوٹ روڈ لاہور فون: 042-7325488 فیکس: 042-7351424

## درباری مولویوں کا کنونشن بلا کر صدر، امیر المومنین نہیں بن سکتے: سید عطاء المہیمن بخاری

## ڈاکٹر عبدالقدیر کو رُسوا کر کے، قادیانیوں نے ڈاکٹر عبدالسلام کی مسلمہ رسوائی کا بدلہ چکایا

چیچہ وطنی (20 فروری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ دو ہزار درباری مولویوں کا کنونشن بلانے سے جنرل پرویز مشرف امیر المومنین نہیں بن سکتے۔ چک نمبر 39-12 ایل کی جامع مسجد میں نمازِ جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ حدود آرڈی نینس ضیاء الحق مرحوم کی اختراع نہیں بلکہ حدود اللہ میں سے ہے۔ اس کو قابل بحث بنا کر ختم کرنے کے منصوبے پر عمل شروع ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرنا تو ہے ہی۔ اے کاش! حق کہتے ہوئے موت آئے۔ انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا نتیجہ ہے کہ ہم سابقہ امتوں کی طرح کے اجتماعی عذاب سے محفوظ ہیں۔ علاوہ ازیں چک نمبر 15-11 ایل مدرسہ مدینہ اڈہ 11 ایل، چک نمبر 22-11 ایل اور کمالیہ میں مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے، انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالقدیر اور ملکی دفاع کو ناقابل تسخیر بنانے والے سائنس دانوں کے خلاف حکمران ٹیم کی مہم دراصل امریکی اثر و نفوذ کو مزید

مستحکم کرنے کا اگلا مرحلہ ہے اور یہ قادیانی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام کی مسلمہ رسوائی کا بدلہ چکانے کے لیے کیا جارہا ہے۔مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا امت مسلمہ کے مفادات کو ذبح کرنے اور پاکستان کے اساسی نظریے سے غداری کے مرتکب حکمران اور لادین سیاست دان اپنے انجام بدکو ضرور پہنچیں گے۔انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کی اسلام اور وطن دشمن کارروائیوں کو سرکاری تحفظات فراہم کئے جارہے ہیں۔صدر کو آئینی صدر کہنے والے آئین سے انحراف کررہے ہیں۔انہوں نے کہا کہ بسنت کلچر کے ذریعے قوم کو کنجر کلچر کی طرف لے جایا جارہا ہے۔بیس افراد کی بسنت کے موقع پر ہلاکت کا آخر کون ذمہ دار ہے؟ بعد ازاں سید عطاء المہیمن بخاری اور عبداللطیف خالد چیمہ بورے والا روانہ ہوگئے۔ جہاں انہوں نے چک نمبر 331 المعروف ٹوپیاں والا (بورے والا) میں بعد نماز مغرب ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا۔اور اگلے روز 22 فروری کو مدرسہ ختم نبوت بورے والا میں مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شریک ہوئے۔

# تحریک تحفظ ختم نبوت اپنے اہداف کی تکمیل تک جاری رہے گی

## پہلے سے موجود سائنسدانوں کو ختم کیا جارہا ہے اور طعنہ دینی مدارس کو دیا جاتا ہے کہ وہ سائنسدان پیدا نہیں کرتے

## حدود آرڈی نینس کے خلاف مہم فوری بند کی جائے۔کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کا تقرر سنگین خطرہ ہے

## بورے والا میں ”ختم نبوت کانفرنس“ سے امیر احرار سید عطاء المہیمن بخاری و دیگر کا خطاب

بورے والا (21 فروری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ تحریک تحفظ ختم نبوت اپنے اہداف کی تکمیل تک جاری رہے گی۔فوج اور بیوروکریسی میں کلیدی عہدوں پر فائز قادیانی لابی ملکی دفاع کے لیے سنگین خطرہ ہے۔

ان خیالات کا اظہار انہوں نے جامعہ فاروقیہ چک نمبر 331 ای بی المعروف ٹوپیاں والا میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔انہوں نے کہا کہ حدود آرڈی نینس کے خلاف سرکاری مہم بند کی جائے۔علماء کو اس نازک گھڑی میں قوم کی رہنمائی کرتے ہوئے ملکی استحکام کے لیے موٴثر کردار ادا کرنا چاہیے کیونکہ کفر کی عالمی قوتیں مسلمانوں اور پاکستان کے وجود کو ختم کرنا چاہتی ہیں اور اس کے لیے وہ اپنے ایجنٹوں کو منظّم کررہی ہیں۔انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان اسلامی دنیا کے محسن ہیں اور موجودہ حکمرانوں نے ان کی زندگی کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ پہلے سے موجود سائنسدانوں کو ختم کیا جارہا ہے اور طعنہ دینی مدارس کو دیا جاتا ہے کہ وہ سائنسدان پیدا نہیں کرتے۔کانفرنس سے مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم نشرو اشاعت جناب عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد یوسف احرار، راؤ عبدالنعیم نعمانی اور راؤ محمد منور نے خطاب کیا جبکہ مولانا مسعود احمد نے صدارت کی۔

حضرت پیر جی مدظلہ نے 22 فروری کو نماز فجر کے بعد مرکزی جامع مسجد بورے والا میں درس قرآن دیا۔

# ملک کو مکمل طور پر امریکی ہدایات کے شکنجے میں جکڑ دیا گیا ہے

## امریکی ایجنڈے کے تحت احیاءِ اسلام کی تحریکوں کو کچلا جارہا ہے

## عریانی اور فحاشی سرکاری سرپرستی میں فروغ پارہی ہیں

## مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس

بورے والا (22 فروری) مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری کی زیرِ صدارت مرکزِ احرار بورے والا میں یکم محرم الحرام 1425ھ مطابق 22 فروری 2004ء کو ہوا۔ جس میں دیگر امور کے علاوہ ملک کے سیاسی اور معاشی مسائل پر غور کرنے کے بعد اس بات پر شدید اضطراب کا اظہار کیا گیا کہ پورا ملک معاشی و سیاسی بدحالی کا شکار ہو کر رہ گیا ہے ۔موجودہ حکمران طبقہ مکمل طور پر امریکن اثر ورسوخ کا نشانہ بن چکا ہے۔ پاکستان کے اقتدار اعلیٰ کو ہر طرف سے خطرہ ہے۔ ملک کی آزادی کو داؤ پر لگا دیا گیا ہے۔ حکومت کی داخلہ و خارجہ حکمت عملی صاف طور پر اس بات کی نشان دہی کرتی ہے کہ حکومت امریکہ کے شدید دباؤ کے تحت امریکہ اور امریکہ نواز ممالک کی ان تمام حکمت عملیوں کو قبول کر چکی ہے، جن کی غرض وغایت پاکستان میں احیاءِ اسلام کی تحریک کو کچل کر اسے ایک ایسے معاشرے میں تبدیل کرنا ہے جو یورپ اور امریکی تہذیب وتمدن کی تمام شرائط کو پورا کرتا ہو۔

جنوبی وزیرستان میں امریکہ اور پاکستان کا مشترکہ فوجی آپریشن، ڈاکٹر عبدالقدیر خان جیسے عظیم سائنسدان، محبِّ وطن اور قومی ہیرو کی کردار کشی، ان کی ناجائز نظر بندی اور اندرون ملک جہاد کی اہمیت کو کم کرنے کے لیے حکومتی مہم کی مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اپنی خلاف وطن اور خلاف اسلام حکمت عملیوں پر نظر ثانی کرے اور عوامی جذبات کا احترام کرتے ہوئے امریکہ نواز پالیسیوں سے باز آجائے۔ ''روشن خیالی'' اور ''ماڈریٹ اسلام'' جیسی گمراہ کن یورپین اصطلاحات کی آڑ میں لادینیت کی تبلیغ وتلقین بند کرے، بڑھتی ہوئی مہنگائی اور بے روزگاری پر بھی مجلس احرار اسلام کی مجلس عاملہ نے شدید تشویش کا اظہار کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ ان استحصالی قوتوں کے خلاف شدید اقدام کرے جو اس ملک کے مزدوروں اور کسانوں کی معاشی بدحالی اور معاشرتی زبوں حالی کا باعث بن رہے ہیں۔ دینی اقدار کو معاشرے کے اندر تباہ کرنے کے لیے باقاعدہ ایک منظّم سازش کے تحت کام کیا جارہا ہے۔ عیاشی، فحاشی اور عریانی کو سرکاری سطح پر فروغ دیا جارہا ہے۔ لوٹ مار اور قتل وغارت گری نے عام آدمی کا جینا محال کر رکھا ہے۔ کسی شخص کی جان ومال، عزت وآبرو تک محفوظ نہیں۔ ایسے حالات میں ملک کے عوام موجودہ حکمرانوں کے خلاف تحریک کی ضرورت بڑی شدت سے محسوس کر رہے ہیں۔ عوام موجودہ حکومت کو کسی بھی طرح سے عوامی حکومت قرار نہیں دیتے۔ بلکہ مارشل لاء کی ایک ترقی یافتہ صورت کی حیثیت میں دیکھتے ہیں۔ جس میں سب کچھ فردِ واحد کی جھولی میں ڈال دیا گیا ہے۔ مجلس احرار اسلام اس لیے بھی ان حالات پر فکر مند ہے کہ اس کے اسلاف نے اس ملک کی آزادی کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دی تھیں۔ وہ اس ملک کو کسی صورت بھی امریکہ کی غلامی میں جاتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے۔ اس لیے وہ ایسے ہر اقدام کی پوری شدت اور قوت کے ساتھ مخالفت کرے گی جس کا مقصد پاکستان کی سلامتی اور خود مختاری کا خاتمہ ہو۔

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس 25 مارچ کو دارِ بنی ہاشم ملتان میں منعقد ہوگا۔

بیادگار
ابنِ رئیس الاحرار حضرت مولانا
مفتی محمد احمد لدھیانویؒ
(مفتی اعظم پنجاب)

غازیانِ احمد مختار مٹ سکتے نہیں
خادمانِ مجلس احرار مٹ سکتے نہیں

الاحرار
پندرہ روزہ

لدھیانہ
(انڈیا)

مدیر اعلیٰ
عثمان رحمانی

سال:3 شمارہ:48
تاریخ
15-1-2004
قیمت:2روپے

# مجلس احرارِ ہند کی سرگرمیاں

مجلس احرار ہند کے امیر مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی (ثانی) گزشتہ کئی برس سے ہندوستان میں احرار کو سرگرم اور منظّم کر رہے ہیں۔ وہ اپنے دادا رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے ہم نام ہیں۔ حضرت رئیس الاحرار رحمۃ اللہ علیہ طویل عرصہ متحدہ ہندوستان میں مجلس احرار کے صدر رہے۔ وہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے قابل فخر رفقاء میں سے تھے۔ مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلا کفر کا فتویٰ اُن کے اجداد علماء لدھیانہ نے ہی دیا تھا۔ موجودہ امیر احرار ہند اپنے عظیم اجداد کی نشانی ہیں۔ اسی جذبے، شوق اور اخلاص کے ساتھ قادیانیوں کا تعاقب کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے اور تحفظ ختم نبوت کے لیے ان کی سعی قبول فرمائے۔ الحمدللہ، مجلس احرار اسلام نے قادیانیوں کے محاسبہ وتعاقب کی جو تحریک 1930ء میں شروع کی تھی آج پوری دنیا میں پھیل چکی ہے اور کامیابیوں کی منازل طے کر رہی ہے۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی (ثانی) نے لدھیانہ سے مجلس احرار ہند کی سرگرمیوں کا ترجمان پندرہ روزہ ''الاحرار'' (اردو، ہندی) جاری کیا ہے۔ اس میں شائع ہونے والی چند اہم خبریں قارئین کی نذر ہیں۔ (ادارہ)

## رضا کارانِ احرار کی نمایاں کامیابی

# قادیانیوں کا سالانہ جلسہ ناکام

## جلسہ گاہ کو بھرنے کے لیے دہاڑی پر مزدور لائے گئے غریب ہیں مگر ایمان نہیں بیچتے: ایک مزدور کی حق گوئی

## لگژری بسیں خالی لوٹیں، مسلمانوں کی جگہ غیر مسلم سامعین لائے گئے

قادیان (نمائندہ احرار) گزشتہ سال کی طرح اس مرتبہ بھی ضلع گورداسپور کی تحصیل بٹالہ کے چھوٹے سے قصبہ قادیان میں مرزا قادیانی کے چیلوں کا جلسہ مجلس احرار کے بیدار رضا کاروں کی وجہ سے ناکام ہوگیا۔ اگرچہ جھوٹے نبی کے پیروکاروں نے اخبارات، قادیانی ٹی وی چینلز کا استعمال کرتے ہوئے فرزندان اسلام کو ورغلانے کی خوب کوشش کی لیکن اس مرتبہ بھی انہیں ہر جگہ ناکامی ہی کا منہ دیکھنا پڑا۔ قادیان جلسہ کے عینی شاہدوں کے مطابق صوبہ کے مختلف حصوں سے جلسہ میں شامل ہونے سے عوام کی انکار کی خبریں آنے سے جلسہ شروع ہونے سے قبل ہی قادیانیوں میں مایوسی پھیل گئی۔ اپنے آپ کو عالمی جماعت کہنے والے مرزا قادیانی کے چیلوں نے

اس مرتبہ پہلے تو پنڈال چھوٹا کیا اور پھر جب وہ پنڈال بھی سامعین نہ بھر سکا تو آخر ''مزدور منڈی'' کی طرف چلے گئے۔ جہاں سے ڈیڑھ سو روپے دہاڑی پر مزدور لائے گئے۔ جن کو کہا گیا کہ کرنا کچھ نہیں' صرف تقریر سنی ہے۔ پیسے بھی ملیں گے اور کھانا بھی۔ بٹالہ منڈی میں جلسہ کے سامعین کے طور پر مزدوروں کو لگژری بس میں لینے گئے۔ قادیانی منتظمین کو اس وقت شدید شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا' جب ایک مزدور نے ان کا مقصد معلوم ہونے پر جانے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ ہم غریب ضرور ہیں۔ مزدوری کرتے ہیں مگر ایمان نہیں بیچیں گے۔ قابل ذکر ہے کہ ہر سال کی طرح اس سال بھی قادیانیوں نے اپنا جلسہ کیا۔ جس میں بھیڑ اکٹھی کرنے کے لیے مفت لگژری بسیں دیہاتوں میں بھیجی گئیں۔ لیکن مجلس احرار کی تحریک پر فرزندان اسلام نے نہ صرف قادیانیوں کو واپس کر دیا بلکہ ان کو تنبیہ بھی کر دی کہ آئندہ مسلمانوں کو ورغلانے کے لیے آنے کی کوشش نہ کریں۔ پنجاب کے مختلف علاقوں اور قریبی صوبوں سے موصولہ اطلاعات کے مطابق روپے اور وسائل کے بل پر قادیانی کے چیلے جب اپنے سالانہ جلسہ کو اسلامی جلسہ بتا کر مسلمانوں کو اپنی بسوں میں مفت دعوت سفر دینے کے لیے پہنچے تو انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ ہوشیار پور مجلس احرار کے صدر بہادر خان نے ''الاحرار'' کو بتایا کہ قادیانی خوش فہمی میں مبتلا ہو کر ہوشیار پور کے مسلمانوں کو لینے آئے تھے۔ جس کی اطلاع بروقت احرار کارکنوں کو مل گئی اور جب وہ قادیانی ایجنٹ کو پوچھنے اس جگہ گئے جہاں بس کھڑی کی گئی تھی تو قادیانی یہ سن کر فرار ہو گئے کہ مجلس احرار والے آ گئے ہیں۔

مجلس احرار ہماچل پردیش کے صدر مولانا محمد سلیم نے بتایا کہ قادیانی اپنے جلسہ میں مسلمانوں کو ورغلا کر لے جانے آئے تھے لیکن مسلمانوں کے تیور دیکھ کر کھسک گئے۔ موگا کے احرار رہنما جگیر محمد نے بتایا کہ ہم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تاج ختم نبوت کے دشمنوں کو بھگا دیا۔ لدھیانہ کے ایک علاقے میں جب چھپ کر دو قادیانی بھولے بھالے مسلمانوں کو جلسہ میں شرکت کی دعوت دینے لگے تو ایک مسلمان نے ان سے کہا کہ آپ بیٹھیے میں اپنے محلّے کے احرار صدر کو بلا لاتا ہوں اور وہ جب اپنے محلّہ کے احرار صدر کو بلانے گیا تو اس دوران دونوں قادیانی دم دبا کر فرار ہو گئے۔

مجلس احرار ضلع سنگرور کے صدر محمد ہاشم نے بتایا کہ ہم نے اس علاقہ میں مرتدوں کو گھسنے نہیں دیا۔ اسی لیے کسی فرد کو ورغلانے میں وہ کامیاب نہیں ہوئے۔ امرتسر کے علاقہ میں بیدار مسلم رہنما اور جامع مسجد خیر الدین امرتسر کے امام مولانا حامد حسن کی موجودگی میں قادیانی اپنی چال میں کامیاب نہ ہو سکے۔ جگراؤں کے گاؤں غالب میں رہنے والے چند مسلم گھروں کے افراد نے نہ صرف قادیانیوں کو گاؤں سے باہر نکال کر دیا بلکہ سرپنچ گاؤں کو بلا کر ان کو وارننگ بھی دی کہ پھر اس گاؤں میں مسلمانوں کو لینے نہ آئیں۔ اسی طرح سمرالہ، کھمانوں، نواں شہر، جالندھر، پھگواڑہ، کپورتھلہ، پٹیالہ، سرہند، کھنہ، گوبند گڑھ، راجپورہ، جگراؤں، روپڑ، بٹالہ، گورداسپور، فیروز پور، رائے کوٹ، حلواڑہ اور دیگر مقامات سے موصولہ اطلاعات کے مطابق قادیانی اپنے سالانہ جلسے میں اہل ایمان کو بہکا کر لے جانے میں بری طرح ناکام رہے۔ قادیانی جلسے کی ناکامی مجلس احرار ہند کے امیر مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی (ثانی) کی قیادت میں احرار رضا کاروں کی برپا کردہ تحریک ختم نبوت کی نمایاں کامیابی ہے۔ عینی شاہدوں کے مطابق قادیان میں سالانہ جلسہ کے پنڈال کو پر کرنے کے لیے دہاڑی دار مزدور تو لائے ہی گئے' ساتھ میں قریبی گاؤں دیہات کے ان غریب غیر مسلموں کو بھی لایا گیا جو کہ ضرورت مند تھے اور انہیں کمبل بھی بانٹے گئے۔ الاحرار نے جب ایک سکھ سرپنچ گاؤں سے سوال کیا کہ آپ قادیان جلسے میں اپنے لوگوں کے ساتھ کیوں گئے تھے۔ کیا عقیدت ہے؟ تو سرپنچ نے ہنستے ہوئے پنجابی میں کہا کہ ''عقیدت کاہدی جی' انہاں نے کیہا کہ غریباں نوں مفت کمبل بنڈنے

نے، ہن تساں آئیو تہاڈے کولوں بنڈ واواں گے" یعنی عقیدت نہیں جی انہوں نے کہا کہ غریبوں کو مفت کمبل بانٹتے ہیں، آپ آئیں! آپ کے ہاتھ سے بھی بٹوائیں گے۔ جلسہ میں شریک ایک بزرگ غیر مسلم سکھ نے بتایا کہ قادیانیوں کا جلسہ کا ہے کا، ہر تقریر کرنے والا احراریوں کو ہی برا بھلا کہہ رہا تھا۔ قادیانیوں کے عالمی سالانہ جلسہ میں صرف 700 افراد کی شرکت ان کی واضح شکست کا ثبوت ہے۔ احرار رضا کار جنہوں نے ختم نبوت کے لیے گاؤں گاؤں، قریہ قریہ جا کر عوام کو اس فتنہ سے خبردار کیا۔ اپنی اس کامیابی کو مدد الٰہی تصور کرتے ہوئے اپنے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جبکہ قادیانیوں میں بوکھلاہٹ بڑھتی جا رہی ہے۔

## احراری ہمیں تنگ کر رہے ہیں: قادیانیوں کا واویلا

### سالانہ جلسہ کی ناکامی کے بعد حکومت پنجاب کو مجلس احرار کے خلاف درخواست پیش کر دی

لدھیانہ (نمائندہ الاحرار) مجلس احرار ہند کی تحریک تحفظ ختم نبوت دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ اللہ کے توکل پر چلائی جانے والی اس تحریک نے قادیانی جماعت کی نیندیں حرام کر دی ہیں۔ سالانہ جلسے کی ناکامی سے بوکھلائے جھلائے قادیانیوں نے قانون کو گمراہ کرتے ہوئے ایک بار پھر مجلس احرار ہند کے خلاف حکومت پنجاب کو درخواست دی ہے کہ احراری ہمیں تنگ کر رہے ہیں ہماری ان سے حفاظت کی جائے۔ ڈپٹی کمشنر لدھیانہ کے حکام نے بتایا کہ قادیانی جماعت نے خط نمبر F.89/1279 میں شکایت کی ہے کہ احراری گروپ، امیر احرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی (ثانی) کی سربراہی میں جماعت قادیان کو تنگ کر رہے ہیں۔ درخواست دہندہ قادیانی جماعت کے سیکرٹری برائے نام نہاد امور خارجہ، سعادت جاوید نے درخواست میں کہا ہے کہ جماعت قادیان کو مجلس احرار (احراری گروپ) سے حفاظت کی جائے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے شکایت پر انکوائری کی گئی جس میں ایسا کچھ بھی ثابت نہیں ہوا۔ جیسا کہ درخواست میں قادیانیوں نے واویلا مچایا ہے۔ مجلس احرار کے قومی ترجمان نے انکوائری افسران سے بات چیت کے دوران واضح کیا ہے کہ مجلس احرار کی تحریک پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تاج ختم نبوت کی حفاظت کے لیے ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کے الزامات بے بنیاد ہیں۔ مجلس احرار کے جیالے رضا کار پر امن طریقے سے جمہوریت کے دائرے میں اس تحریک کو جاری رکھیں گے۔ احراری احباب نے انکوائری افسران کو دستاویز کے ساتھ ثبوت دیئے کہ قادیانی جماعت تحریک آزادیٔ ہند کی غدار ہے اور آج بھی قادیانیوں کو انگریز کی شہ حاصل ہے اور قادیانیوں کا ہیڈ کوارٹر انگلینڈ میں ہے۔ جہاں سے ان کی ناپاک سرگرمیاں ہمہ وقت جاری ہیں۔

## رئیس الاحرار مولانا لدھیانویؒ اللہ کے سپاہی تھے

### مجلس احرار ہماچل پردیش کی تقریب سے مولانا محمد سلیم کا خطاب

چواڑی چمبہ (نمائندہ الاحرار) چواڑی میں گزشتہ ماہ مجلس احرار ہماچل پردیش شاخ کی طرف سے ایک دینی تقریب منعقد کی گئی جس کی صدارت ہماچل پردیش احرار کے چیئرمین جناب سوہنا محمد نے کی اور ہماچل احرار کے صدر مولانا محمد سلیم احرار کے علاوہ جناب محمد کامل صدر احرار ضلع کانگڑہ بشیر احمد پٹواری، عبدالشکور، امام محمد یاسین اور عبدالرحمٰن نے تقریب سے خطاب کیا۔ اس موقعہ پر رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے صدر احرار ہماچل پردیش نے کہا کہ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن صحیح معنوں میں اللہ کے سپاہی تھے۔ رئیس الاحرار نے انگریزی حکومت کے دور میں نہ صرف جابر حکمران کے خلاف جہاد کیا بلکہ اس وقت

حکومتی شہ پر دندنانے والے قادیانی فرقہ کو بھی سر د کر دیا تھا۔ مولانا محمد سلیم نے کہا کہ رئیس الاحرارؒ کے مشن کو ہر احرار کارکن اپنائے ہوئے ہے۔ قابل ذکر خبر یہ ہے کہ ہماچل پردیش احرار کے صدر مولانا محمد سلیم احراری، سوہنا محمد، چیئرمین احرار و امام محمد کامل پر قادیانیوں نے ایک جھوٹا مقدمہ درج کروایا تھا۔ جو کہ چمبہ کی ڈسٹرکٹ عدالت میں چل رہا ہے۔ یہ حضرات ہماچل میں دینی تعلیمی خدمات اور تحفظ ختم نبوت کے لیے سرگرم ہیں۔ ہماچل پردیش کے مسلم حلقوں میں مجلس احرار کے رضا کاروں کی تعداد تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ لوگ دینی خدمات انجام دینے کے ساتھ ساتھ احرار کے پلیٹ فارم سے سیاسی شعور بیدار کر رہے ہیں۔

## عقیدۂ ختم نبوت سے انکار قادیانیوں کی سیاہ بختی ہے

### مجلس احرار ہند کے نائب صدر محمد باقر حسین شاز کا بیان

حیدر آباد دکن (نمائندہ احرار) عقیدۂ ختم نبوت سے انکار قادیانیوں کی سیاہ بختی ہے۔ بھولے بھالے مسلمانوں کے دین وایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی قادیانی کوششیں ناکام کر دی جائیں گی۔ یہ بات یہاں حیدر آباد میں کل ہند مجلس احرار کے نائب صدر جناب محمد باقر حسین شاز نے کہی۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت اور اسلامی تعلیمات کو توڑ مروڑ کر قادیانی مسلمانوں کی دل آزاری اور اہانت کر رہے ہیں۔ جناب محمد باقر حسین نے کہا کہ انگریز کا خود کاشتہ پودا جھوٹا نبی مرزا قادیانی کی قائم کردہ جماعت احمدیہ اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ مسلمانوں کے بچے بچے کا ایمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری رسول ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی چاہے جتنے مرضی سالانہ جلسے کر لیں ٹی وی چینلز چلا لیں، اخبارات و رسائل نکال لیں لیکن وہ مسلمانوں کے سینے سے عقیدۂ ختم نبوت کھرچنے میں ناکام رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہر مسلمان اپنی جان سے زیادہ خاتم النبیین سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی اپنے گمراہ عقیدہ سے توبہ کر کے دین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پلٹ آئیں۔ اسی میں ان کی نجات ہے۔ باقر حسین شاز نے پر زور الفاظ میں کہا کہ تحفظ ختم نبوت کی مہم اس وقت تک چلاتے رہیں گے جب تک ہمارے جسم میں جان باقی ہے۔ انہوں نے کہا مجلس احرار عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت ہے جو حق کی خاطر طویل عرصہ سے سرگرم ہے۔

☆☆☆

## بقیہ مسافرانِ آخرت از صفحہ 62

☆ خواجہ محمد افضل حق مرحوم (۵ ذی الحجہ، 28 جنوری۔ ملتان) ☆ ہمشیر مرحومہ: محمد طیب، محمد طاہر (کمالیہ) ☆ پھوپھی مرحومہ: مولانا محمد یعقوب الحسینی (مدرس مدرسہ معمورۂ دارِ بنی ہاشم ملتان)

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے (آمین) قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے (ادارہ)

## دعائے صحت

☆ والدہ محترمہ، اہلیہ محترمہ: عبدالرحمٰن جامی نقشبندی، ڈاکٹر ابوالحسن فاروقی (جلال پور پیر والا) ☆ محمد اویس (برادر محمد عاطف، ملتان)

قارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

عینک فریبی

# زبان میری ہے بات اُن کی

☆ڈاکٹر قدیر خان، ڈاکٹر آف سائنس کی سولہ اعزازی ڈگریوں کے حامل ہیں۔(ایک خبر)

اے روشنیٔ طبع، تو بر من بلا شُدی!

☆صدر کی تقریر پر، اکثر علماء مشائخ، سر ہلاتے رہے۔(ایک خبر)

غزالوں کا لشکر ، شغالوں کی ڈار　　بدلنے چلی ہے خدا کا نظام

☆ڈاکٹر قدیر معصوم ہیں، مشرف کو مناظرے کا چیلنج کرتی ہوں۔(بے نظیر)

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

☆سربراہی کانفرنس میں، پاکستان روشن خیالی کو نمایاں کریں گے۔(وزیر اعظم جمالی)

دخترانِ ملک و ملت ، رقص فرماتی رہیں　　اس نئی تہذیب میں ، روشن خیالی ہے یہی

☆ہم نے اپنے گندے کپڑے خود دھوئے ہیں۔(وزیر خارجہ قصوری)

مُلکی سائنسدانوں کی تیس سالہ خدمات کا اعزاز!

☆اسلامی مدارس کو اپنا نصاب تبدیل کرنا ہوگا۔(کولن پاؤل)

اعلان سُن رہے ہو عزیزانِ محترم !　　رُوحِ محمد اپنے بدن سے نکال دو

☆ایٹمی اثاثوں کی حفاظت کے لئے بیرونی امداد نہیں لی۔(پاکستان)

امریکہ، پاکستانی ایٹمی ہتھیاروں کے تحفظ کے لئے، کئی ملین ڈالر خرچ کر چکا ہے۔(امریکی عہدیدار)

☆امن پر یقین رکھتا ہوں۔(صدر بش)

عراق اور افغانستان میں قائم کئے جانے والے امن پر؟

☆ڈاکٹر قدیر سمیت کوئی قانون سے بالاتر نہیں، نہ کسی کو بخشا جائے گا۔(وزیر خارجہ قصوری)

معافی کے بعد تذلیل! چہ معنی دارد!

☆علماء و مشائخ کانفرنس کے بعض شرکاء نے ہوائی ٹکٹ بیچ کر بسوں میں سفر کیا۔(نیوز لنک کا دعویٰ)

یہ لوگ سرِ بازار خدا بیچ رہے ہیں　　اسلام کے چہرے کی ضیاء بیچ رہے ہیں

☆پوچھ گچھ کے دوران' ڈاکٹر قدیر کو دل کا دورہ۔(ایک خبر)

ہُن تے لوکو' لگدا اے پئی لال ہنیری آوے گی　　امرت پیون والے نے وی، زہر دی پُونڈی پھکّی اے

# مجلس احباب

جناب مدیر صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

''نقیب ختم نبوت'' کا تازہ شمارہ یکم فروری کو ہی مل گیا تھا اور حسبِ انتظار الاستاذ سید☆ کا سفر نامہ حجاز پوری رعنائی کے ساتھ جگمگا رہا تھا۔ ہر ہر لفظ پر دل ''واہ استاد جی واہ'' اور ''سبحان اللہ، ماشاء اللہ'' پکارتا رہا اب تک چھے مرتبہ تو پڑھ چکا ہوں اور ہنوز شوق کا دامن پھیلا ہوا ہے۔ تھوڑا پڑھتا ہوں پھر چھوڑ دیتا ہوں مبادا کہیں سارا مزہ ایک ہی دفعہ میں پورا نہ ہوجائے۔ استاد ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ میرے سامنے ہوتے تو ان کا منہ بنگالی گلاب جامنوں سے بھر دیتا۔ خیر جب کبھی موقع ملا تو یہ ادھار چکادوں گا۔

نقیب ختم نبوت الحمدللہ پہلے کی نسبت بہت بھرپور جا رہا ہے۔ بحیثیت مدیر اس کا کریڈٹ تو آپ ہی کو جاتا ہے باقی حضرت بٹالوی صاحب کی محنت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اپنے سید عزیز الرحمٰن تو کہہ رہے تھے کہ یہی کیا کم ہے کہ پرچہ یکم سے پہلے ہی مل جاتا ہے۔ اب تو راقم کا بھی دل للچانے لگا ہے کہ خاص نقیب کے لئے لکھا کروں۔

---

☆ سید محمد ذوالکفل بخاری (حال مقیم: اُملج، سعودی عرب)

حافظ احمد معاویہ

روزنامہ ''اسلام'' کراچی

بخدمت جناب مدیر صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ماشاء اللہ ہر ماہ کی طرح اس ماہ بھی ہمارا ماہنامہ نقیب ختم نبوت پوری آب وتاب کے ساتھ جلوہ فگن ہوکر ہاتھوں میں پہنچا اور اس کے مطالعہ سے بیحد مسرّت ہوئی۔ خاص کر اپنے عنوان کی طرح روشنی اور خوشبوؤں میں رچا بسا ہوا ''سفر نامۂ حجاز کا ایک ورق'' ذوالکفل بخاری صاحب کا بہترین مضمون تھا۔ اس باذوق انتخاب پر وہ لائق تحسین ہیں۔ اس کے علاوہ ''یوم الحج کا ورودِ مقدس''، ''شب جائے کہ من بودم'' اور ''میزبان'' جیسے عنوانات کے حامل یہ مضامین معلومات افزا اور قابل قدر ہیں۔ آخر میں ...! ضیاء الدین لاہوری صاحب کی کاوش کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں جو انہوں نے سرسید پر نقد ونظر کے طور پر پیش کیا ہے۔ باقی مضامین بھی بہترین تھے۔

عبدالسمیع الخلیلی

الآصف اسکوائر کراچی

☆☆☆

ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' ملتان، تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان کا ترجمان ہے۔ رسالے

میں خاصا تنوع ہوتا ہے۔اسلامی نقطۂ نظر سے ملکی اور عالمی سیاست پر مضمون اور تبصرے بڑی کشش اور اہمیت رکھتے ہیں۔اس میں طنز و مزاح،شعر و ادب اور اخبار الاحرار کے مستقل گوشے ہیں۔ردِّ قادیانیت کو بھی مستقل سلسلے کی حیثیت حاصل ہے۔

رسالے کے مدیر سید محمد کفیل بخاری ہیں۔عام طور پر 64 صفحات ہوتے ہیں۔قیمت فی شمارہ 15 روپے،سالانہ چندہ 150 روپے۔پتہ دار بنی ہاشم،مہربان کالونی۔ملتان

(تبصرہ: ماہنامہ''الاسلام''کراچی)

☆☆☆

یہ رسالہ اس عظیم جماعت کا ہے جس کا نام مجلس احرار اسلام ہے اور جس کے رہنما حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور چودھری افضل حق ؒ تھے۔مجلس احرار نے 1930ء میں تحریکِ کشمیر چلائی اور کشمیری مسلمانوں کو سیاسی لحاظ سے بیدار کیا۔ مرزا قادیانی نے مرزائیت کے نام سے جو فتنہ کھڑا کیا،اس کے دجل و فریب کا پردہ بھی سب سے بڑھ کر احرار ہی نے چاک کیا۔ احرار ایثار پیشہ کارکنوں کی جماعت تھی۔اس کی مقبولیت سے انگریز اور اس کے بوٹ چاٹنے والے مسلمان رؤسا اور جاگیردار بہت خوفزدہ تھے۔انہوں نے مسجد شہید گنج کا قضیہ کھڑا کر کے احرار کو مسلم عوام کی نظروں سے گرانے کے لئے سازش کا جو جال بچھایا،اس میں وہ پوری طرح کامیاب ہوگئے۔مجلس احرار،قیام پاکستان کی تحریک میں شامل نہ ہوسکی۔وہ کانگریس کی ہندو نوازی کے بھی خلاف تھی اور مسلم لیگ کے انگریز پرست جاگیرداروں سے بھی نفرت کرتی تھی۔چنانچہ احرار وہ مقام حاصل نہ کرسکی جس کی وہ بلا شبہ اہل تھی۔قیامِ پاکستان کے بعد احرار رہنماؤں نے پاکستان سے وفاداری اور اس کے اساسی نظریے سے وفاداری کا دل و جان سے نہ صرف اعلان کیا بلکہ عملی لحاظ سے ثابت بھی کیا کہ وہ ایک محبِّ وطن جماعت ہے۔

احرار کی کامیابیوں کی فہرست طویل ہے۔اس نے سیاست میں امانت و دیانت کا شعار متعارف کروایا۔ایثار و قربانی کی روشن روایات قائم کیں۔اسلامی اقدار سے محبت کی جوت جگائی۔خاص طور سے تحفظ ختم نبوت کے عقیدے کی اس طرح سے تشریح و توضیح کی کہ مرزائیت کا فروغ رک گیا۔پہلے 1953ء اور پھر 1974ء میں تحفظ ختم نبوت کی تحریک چلا کر قادیانی امت کو آئینی اعتبار سے غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا۔احرار اب بھی ایک زندہ جماعت ہے۔اس کی قیادت حضرت بخاریؒ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری فرما رہے ہیں۔کئی سال سے ماہنامہ''نقیب ختم نبوت''نام سے رسالہ نکل رہا ہے۔اس میں دینی موضوعات کے علاوہ اسلامی دنیا اور پاکستان سے متعلق تجزیاتی تحریریں بھی شامل ہوتی ہیں۔اس جریدے کا بڑا مقصد غیر مسلم طاقتوں اور ان کے ایجنٹوں کی مسلم دشمن سرگرمیوں سے امتِ مسلمہ کو آگاہ کرنا ہے۔''نقیبِ ختم نبوت''میں عام قارئین کے لئے بھی اچھا قابلِ مطالعہ مواد ہوتا ہے۔اس کے مطالعہ سے دینی حس بیدار رہتی اور سیاسی احوال سے گہری واقفیت ملتی ہے۔1988ء سے یہ رسالہ مسلسل نکل رہا ہے۔اس کے فاضل مدیر سید محمد کفیل بخاری مبارکباد کے مستحق ہیں۔نقیب ختم نبوت کا سالانہ چندہ اندرون ملک 150 روپے اور بیرون ملک 1000 روپے ہے۔

(تبصرہ: ماہنامہ''قومی ڈائجسٹ''لاہور،فروری 2004ء)

# حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

تبصرہ: ابوالادیب

◀◀ کتاب: ''صبر و استقامت کے پیکر'' عربی تالیف: شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ

اردو ترجمہ: مولانا عبدالستار سلام قاسمی ضخامت: 192 صفحات قیمت: 100 روپے

ناشر: ندوۃ المعارف، لاہور ملنے کا پتا: دارالکتاب، کتاب مارکیٹ۔ غزنی سٹریٹ، اردو بازار۔ لاہور

اصل کتاب ''صفحات من صبر العلماء'' عالم اسلام کے مشہور عالم شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کی تالیف کردہ ہے۔ مولانا عبدالستار سلام قاسمی نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ زندگی آلام و مصائب سے عبارت ہے اور سب سے زیادہ تکلیفیں انبیاء و رُسل کو پہنچیں۔ علمائے کرام اور طالبانِ علم، انبیاء کی وراثت کے امین ہیں۔ دنیا کی ناقدری کے باوجود، اللہ تعالیٰ کی زمین، علمائے حق سے خالی نہیں رہی۔ مصنف نے زیرِ نظر کتاب میں صحابہ کرام، علما اور صالحین کے پُر خطر حالات و واقعات قلم بند کئے ہیں جن سے گذر کر وہ دین و دانش کے بلند مقام پر پہنچے۔ صبر و استقامت کا راستہ بلاشبہ کامیابی کا راستہ ہے، کتاب پڑھنے سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ کامیابی و کامرانی سے وہی ہم کنار ہوتا ہے جو ان عارضی تکالیف و مصائب کی پروانہ کرتے ہوئے اپنی منزل کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔

◀◀ کتاب: ''الکتاب المقبول فی صلوٰۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم''

مصنف: حکیم محمود احمد ظفر ضخامت: 756 صفحات قیمت: درج نہیں

ناشر: المکتبہ الاشرفیہ، جامعہ اشرفیہ۔ لاہور

روزِ محشر کہ جاں گداز بود اوّلیں پرسش نماز بود

سیدنا جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مومن اور کافر کے درمیان فرق، نماز کو چھوڑنا ہے۔ نماز کی اہمیت کے پیشِ نظر سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں ایک سرکلر جاری فرمایا جس کے الفاظ یہ تھے: ''میرے نزدیک تمہارا اہم ترین کام نماز ہے۔ جس نے اسے محفوظ کیا اور اس کی نگرانی کی اُس نے اپنے دین کو محفوظ کر لیا اور جس نے اسے ضائع کیا وہ اس کے علاوہ اور فرائض کو زیادہ ضائع کرے گا۔

معروف محقق و مصنف جناب حکیم محمود احمد ظفر نے کمال عرق ریزی سے نماز جیسے اہم فریضہ کے بارے ایک ایک عنوان کے تحت کئی کئی احادیث جمع کر دی ہیں، جنہیں پڑھ کر قاری خود اختلافی مسائل کے متعلق معلوم کر سکتا ہے کہ نماز کے کس رکن کے لئے رسول

پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اکثر یتی عمل کیا تھا۔ کتاب میں ''نماز کی اہمیت'' سے لے کر ''فجر کی سنّتوں کے بعد لیٹنا'' تک تین سو چھبیس عنوانات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ پوری کتاب' احادیث سے مزین اور مدلل ہے۔ حکیم محمود احمد ظفر صاحب مدظلہٗ ایک پختہ کار محقق اور سیرت نگار ہیں۔ دینی لٹریچر پر اُن کی گہری نظر ہے۔ دین و دانش، علمِ طب، سیرت و سوانح اور تاریخ کے مختلف موضوعات پر بیسیوں مضامین اور کئی تحقیقی کتابیں حکیم صاحب کے خیال و خامہ سے منوّر ہو کر منصۂ شہود پر آ چکی ہیں۔ امید ہے یہ کتاب بھی اپنے موضوع کے حوالے سے حسبِ سابق قبولِ عام کا درجہ حاصل کرے گی۔

◄◄ کتاب: ''سفر نامہ یورپ'' (مولانا محمد علی جوہر)

مرتب: پروفیسر محمد سرور ضخامت: 224 صفحات قیمت: 120 روپے

ناشر: دارالکتاب، کتاب مارکیٹ۔ عزیز سٹریٹ، اردو بازار۔ لاہور

مولانا محمد علی جوہرؒ کو انگریزی اور اردو دونوں زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ اگر انگریزی اُن کے ہاتھ کی چھڑی تھی تو اُردو اُن کی جیب کی گھڑی۔ کلکتہ اور دہلی سے انگریزی اخبار ''کامریڈ'' نکالا تو ساتھ ہی اُردو روزنامہ ''ہمدرد'' بھی جاری کر دیا۔ انگریزی ادب پر عبور پانے سے پہلے، انہیں اُردو شعراء کا کلام ازبر تھا۔ وہ خود اُردو زبان کے ایک قدآور ادیب اور شاعر تھے۔ اُنہوں نے یورپ کے کئی سفر کئے۔ اس کتاب کے زیادہ تر حالات، اُن کے پانچویں سفر سے لئے گئے ہیں۔ جو انہوں نے خود اپنے قلم سے تحریر کئے۔ صاحبِ فراش ہونے کے باوجود، وہ لندن گئے یا فرنکفرٹ، کچھ نہ کچھ لکھتے ہی رہے۔ جس میں کہیں سفر کے دوران مصری احباب سے ملاقات کا ذکر ہے تو کہیں اہلِ وطن کی یاد ستاتی ہے۔ کہیں برطانوی پارلیمنٹ کے جلسوں میں شرکت کا تذکرہ ہے تو کہیں یورپ کے رنگین مناظر کی تصویر کشی ہے۔ اسلوب میں شوخی اور ظرافت پائی جاتی ہے۔ ہر بات صاف صاف تحریر کر دی گئی ہے۔ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن اس سے پہلے ادارۂ ادبیاتِ نو، 58 ٹمپل روڈ۔ لاہور نے ''مولانا محمد علی کے یورپ کے سفر'' کے نام سے اگست 1946ء میں شائع کیا تھا جسے اب ''دارلکتاب'' نے خوبصورت رنگین ٹائٹل کے ساتھ ''سفر نامہ یورپ'' کے نام سے شائع کیا ہے۔

◄◄ کتاب: ''قرآن پاک کا مطالعہ کیسے کیا جائے؟''

مصنف: مولانا عبیداللہ سندھیؒ قیمت: 60 روپے ضخامت: 112 صفحات

ناشر: دارالکتاب، کتاب مارکیٹ۔ غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

زیرِ نظر کتاب امامِ انقلاب دراصل مولانا عبیداللہ سندھیؒ کا ایک خطبۂ صدارت ہے جو 1914ء میں آپ نے غالباً آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس راولپنڈی میں پڑھا۔ اس میں قرآن پاک کے بارے، بیش قیمت اور معلومات افزا خیالات پیش کئے گئے ہیں۔ اور بتایا گیا ہے کہ قرآن کی تعلیم کا کیا اثر ہے۔ مختلف ادوار کے مسلمانوں نے قرآن کو کس طرح پڑھا اور سمجھا اور اسے صحیح طریقے سے پڑھنے

سے کتنے مفید نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ مولانا نے اس پہلو پر، اس خطبے میں سیر حاصل بحث کی ہے۔ اس کا تمام تر تعلق قرآن مجید سے ہے ۔مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی یہ ایک نایاب تحریر ہے جو ایک عرصے کے بعد دوبارہ شائع کی گئی ہے۔

◄◄ کتابچہ: ''زکوٰۃ کے متعلق ارشادِ ربانی اور ہمارا معاشرہ''

مرتب: عبدالہادی ضخامت: 64 صفحات قیمت: 35 روپے

ناشر: شعبہ نشر و اشاعت الرّحیم ٹرسٹ (انٹرنیشنل) کراچی

اس مادی و الحادی دور میں' ہماری نظر صرف پیسے پر ہے' چاہے وہ جہاں سے بھی ملے۔ لُوٹ کھسوٹ' بلیک مارکیٹنگ' سود جو ذریعہ بھی ہو' پیسہ آنا چاہیے۔ جتنی تگ و دو ہم سود کی زیادہ سے زیادہ شرح کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں کرتے ہیں' اُس کے مقابلے میں زکوٰۃ ادا کرنے میں اُتنی ہی لاپروائی کا شکار ہیں۔ نتیجتاً معاشرہ' معاشی ناہمواری سے لے کر بے برکتی' نحوست اور بے سکونی کے ادبار تلے دبتا چلا جا رہا ہے۔ معاشرتی بگاڑ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ ایسے دور میں اِس قسم کے لٹریچر کی اشد ضرورت ہے جسے پڑھ کر لوگوں کو اللہ اور اُس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیمات کی روشنی میں' زکوٰۃ کی صحیح ادائیگی کی طرف راغب کیا جا سکے۔ اس لحاظ سے جناب عبدالہادی کی کاوش قابل تعریف ہے کہ زکوٰۃ سے متعلق مسائل اور اہم معلومات سادہ انداز میں پیش کی گئی ہیں۔

◄◄ کتاب: ''معارفِ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم''

تالیف: مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی قیمت: 90 روپے صفحات: 200

ناشر: دارالکتاب' کتاب مارکیٹ۔ غزنی سٹریٹ' اردو بازار۔ لاہور

کائناتِ حُسن جب پھیلی تو لامحدود تھی
اور جب سمٹی تو تیرا نام ہو کر رہ گئی

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا ''جس شخص کے یہاں لڑکا پیدا ہوا' اور وہ میری محبت کی وجہ سے اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کے لئے اُس کا نام محمد رکھے تو وہ شخص اور اُس کا بچہ دونوں جنتی ہوں گے'' بلاشبہ اسمِ محمد ﷺ بابرکت اور پُر تاثیر ہے۔ بے شک اِس نام کے اعجاز و کمال' لازوال ہیں۔ جناب ثناء اللہ سعد شجاع آبادی نے تاریخ اسمِ محمد ﷺ' کمالاتِ اسمِ محمد ﷺ، برکاتِ اسمِ محمد ﷺ، ہندو دھرم میں اسمِ محمد ﷺ کی روشنی، جلوہ ہائے اسمِ محمد ﷺ کے وقیع عنوانات میں تقسیم کر کے' کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ کتاب کا ہر صفحہ عشقِ نبوی ﷺ سے لبریز ہے۔ یہ کتاب اردو زبان میں' اپنے فن کے لحاظ سے ایک نادرۂ روزگار کتاب ہے۔

◄◄ جریدہ: ماہنامہ ''نورٌ علیٰ نور'' (''قرآن کریم نمبر'')

رئیس التحریر: مولانا عبدالرشید انصاری قیمت: 250 روپے ضخامت: 374 صفحات

مقامِ اشاعت: مسجد عائشہ صدیقہؓ سیکٹر B-11 نارتھ کراچی

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور ایک لازوال کتاب ہے۔ جو انسان کی رہبری کے لئے لوح محفوظ سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کے قلب اطہر پر نازل کی گئی۔ اس کا ہر لفظ باعثِ رحمت و برکت، نیکی اور اصلاح کا سر چشمہ ہے۔ خوش نصیب لوگ اس پر عمل کرتے ہیں اور بدنصیب اسے محض تبرک سمجھ کر چومتے چاٹتے ہیں۔ مگر عمل اس کے خلاف کرتے ہیں۔ ادارہ ماہنامہ ''نورٌ علیٰ نور'' نے قرآن کریم نمبر شائع کر کے ایک لائق صد تحسین کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ جس میں جیّد علمائے کرام کے مضامین و فرامین شامل کئے گئے ہیں۔ درج ذیل ابواب اور عناوین کے تحت انتہائی معیاری اور تحقیقی مواد پیش کیا گیا ہے۔ قرآنی نظام واقدار کے لیے جدوجہد، جمع وتدوین تفسیر ومفسرین قرآن، ناموسِ رسالت، عقیدۂ ختم نبوت، عظمتِ صحابہ، قرآن کا پیغام، نظام چیلنج، آدابِ تلاوت، تجوید وقرأت، وقار نسواں، حقوق وفرائض۔ اس کے علاوہ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا احمد سعید دہلویؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا شمس الحق افغانیؒ، مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا محمد زکریاؒ، مولانا قاضی محمد زاہد الحسینیؒ، مولانا عبدالماجد دریابادی جیسے اہل علم وتقویٰ کی تحریریں اس وقیع نمبر میں شامل ہیں۔ مولانا عبدالرشید انصاری مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اُن کی قابل ستائش محنت نے اس نمبر کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ سفید کاغذ، کتابی سائز اور خوبصورت گرد پوش سے مزیّن ہے۔ اس کے مطالعے سے قارئین کے نورِ ایمان میں یقیناً اضافہ ہوگا۔

### ◀◀ مجلّہ: ''الہدیٰ'' (فروری 2004ء)

مدیر اعلیٰ: حضرت علامہ علی شیر حیدری مدظلہ مدیر: مولانا ثناءاللہ سعد شجاع آبادی

ضخامت: 48 صفحات قیمت: 12 روپے زرتعاون سالانہ: 120 روپے

ملنے کا پتا: جامعہ انوار الہدیٰ حیدریہ لقمان، خیر پور (سندھ)

علامہ علی شیر حیدری مدظلہ ایک قد آور علمی شخصیت ہیں۔ ردّ روافض پر ان کا کام بہت وقیع ہے۔ زیرنظر مجلّہ ''الہدیٰ'' کا اجراء کر کے انہوں نے دینی رسائل وجرائد میں ایک خوشگوار اضافہ کر دیا ہے۔ یہ ''الہدیٰ'' کی دوسری اشاعت ہے۔ پہلا شمارہ خوب تھا اور یہ خوب تر۔ علامہ علی شیر حیدری مدظلہ نے ''الہدیٰ'' کی ادارت مولانا ثناءاللہ سعد شجاع آبادی ایسے نوجوان کے سپرد کی ہے جو نہ صرف عالم دین بلکہ ایک منجھا ہوا صحافی اور کئی کتابوں کا مصنف ومؤلف بھی ہے۔ اس شمارے میں ''سیدنا ابراہیم اور ذبح عظیم، خطبۂ حجۃ الوداع، شہادت امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، ام المومنین سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا، کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور جدید مواصلاتی ذرائع کے علاوہ سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کا وقیع مضمون ''امام سنت احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ'' شامل ہے۔ مجموعی طور پر ایک جاندار مجلّہ ہے۔ دیدہ زیب ٹائٹل اور عمدہ طباعت نے جریدے کی خوبصورتی میں اضافہ کر دیا ہے۔

# مسافرانِ آخرت

## مولانا قاضی عبداللطیف اختر (شجاع آبادی) رحمۃ اللہ علیہ

معروف عالم ومبلغ، شاہی مسجد شجاع آباد کے خطیب اور مدرسہ حدیقۃ الاحسان کے مہتمم مولانا قاضی عبداللطیف اختر شجاع آبادی 26 جنوری 2004ء بروز پیر انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ مجلس احرار اسلام کے رہنما حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے چچا حضرت قاضی غلام یٰسین رحمہ اللہ کے فرزند تھے۔ حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمہ اللہ نے انہیں اپنا داماد بنایا۔ ابتدائی تربیت بھی انہی کے ہاں ہوئی۔ ان کے انتقال کے بعد شاہی مسجد اور مدرسہ کے متولی، خطیب اور مہتمم بنے۔ 1953ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں شامل ہو کر قومی وعملی زندگی کا آغاز کیا۔ تب وہ اپنے چچازاد حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمہ اللہ کے ہمراہ مجلس احرار اسلام میں بطور مبلغ ختم نبوت خدمات انجام دیتے رہے۔ تحریک کے بعد حکومت نے مجلس احرار اسلام کو خلاف قانون جماعت قرار دیا تو احرار رہنما اور کارکن مجلس تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے سرگرم ہوگئے۔ مولانا قاضی عبداللطیف رحمہ اللہ نے ردّ قادیانیت پر فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ سے تربیت حاصل کی۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، حضرت مولانا محمد علی جالندھری، مولانا لال حسین اختر، مولانا عبدالرحمٰن میانوی، جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاری اور مولانا عبدالرحیم اشعر رحمہم اللہ کی صحبتوں سے خوب فیض پایا۔ وہ ایک عرصہ مجلس تحفظ ختم نبوت میں کام کرتے رہے پھر 1966-67ء میں اپنے رفیق مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوریؒ کے ساتھ مجلس احرار اسلام میں دوبارہ شامل ہوئے۔ چند برس احرار میں فعال رہے پھر شجاع آباد میں اپنے مدرسہ اور شاہی مسجد کے انتظام واہتمام میں مشغول ہوگئے۔ لیکن ملک بھر میں منعقد ہونے والے دینی اجتماعات میں بھی شریک ہو کر خطاب فرماتے رہے۔ خانوادۂ امیر شریعت سے انہیں قلبی محبت تھی جس میں انہوں نے کبھی کمی نہیں آنے دی۔ جانشین امیر شریعت حضرت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ، حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ سے بہت محبت وارادت اور بے تکلفی تھی۔ چناب نگر میں مجلس احرار اسلام کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں متعدد بار شریک ہوئے اور مجلس کے کئی جلسوں میں انہوں نے خطاب کیا۔ جب تک صحت رہی ملتان آمد پر مرکزِ احرار دار بنی ہاشم میں گاہے بگاہے تشریف لاتے رہے۔ کچھ عرصہ پہلے چوٹ لگی اور پھر اٹھ نہ سکے۔ امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری اُن کی تیمارداری کے لیے شجاع آباد گئے تو انہیں دیکھ کر آبدیدہ ہوگئے۔ 26 جنوری کو نماز فجر ادا کرتے ہوئے حالتِ سجدہ میں روح پرواز کر گئی۔ ان کی موت قابل رشک ہے۔ وہ مومنانہ شان سے دنیا سے رخصت ہوئے۔ اُن کے فرزند وجانشین عزیز محترم قاضی قمر الصالحین اور خاندان کے دیگر افراد کی خواہش پر ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ دوسرے دن اہل خانہ سے تعزیت کے لیے پھر تشریف لے گئے اور 6 فروری کو شاہی مسجد شجاع آباد میں خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جبکہ بعد نماز جمعہ اجتماع سے خطاب کے بعد قاضی قمر الصالحین کی دستار بندی کی۔ قاضی قمر الصالحین، مجلس احرار اسلام سے وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی حفاظت فرمائے اور اپنے اسلاف کی مسند سنبھالنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ حضرت قاضی عبداللطیف رحمہ اللہ کی مغفرت فرمائے اور ان کی قبر کو بہشت کا باغ بنائے۔ (آمین)

........................................................................(بقیہ صفحہ: 54 پر ملاحظہ فرمائیں)

منتظر ہے یہ جہاں آئینِ پیغمبر کا آج

قرآن وسنت کے علوم وافکار کی اشاعت وترویج اور اہل اسلام میں
قرآنی تعلیمات کا ذوق وشوق بیدار کرنے کے لئے

# نورِ علیٰ نور قرآن کریم نمبر

زیر ادارت

## مولانا عبدالرشید انصاری

☆ قرآن کا تعارف ☆ قرآن کی فضیلت

☆ قرآن کی تاریخ ☆ قرآن کی ضرورت

☆ نسل نو کے نام قرآن کا امن آفرین پیغام

☆ قرآنی نظام کے لئے جدو جہد ☆ اکابر علماء کی تاریخی تقاریر اور خطوط کا عکس جمیل ☆ عقیدۂ توحید ورسالت ☆ عقیدۂ ختم نبوت ☆ عظمت صحابہؓ ☆ قرآن کریم۔ غیر مسلم مفکرین کی نظر میں ☆ وقار نسواں۔ عورتوں کے حقوق وفرائض ☆ فن تجوید وقرأت، آداب وفضائل تلاوت قرآن

مفسرین محدثین اصحاب علم ودانش اور مفکرین و مؤرخین کے بلند پایہ علمی تاریخی اصلاحی اور فکر انگیز مضامین

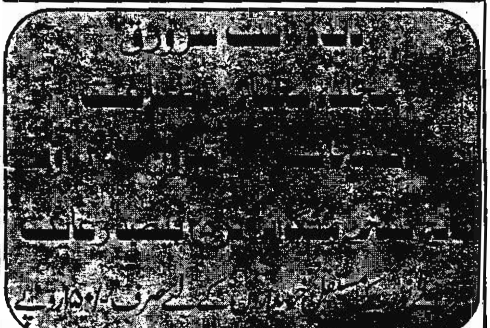

### لکھنے والے

مفسرین ومحدثین اور اصحاب علم وفضل کے چند اسماء گرامی

- قطب عالم حضرت شاہ عبدالقادر رائپوریؒ
- شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ
- شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ
- امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
- شیخ خیر وعلوم حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ
- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ
- حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ
- مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ
- مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ
- شیخ الحدیث والتفسیر علامہ شمس الحق افغانیؒ
- شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک
- خطیب اسلام حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ
- شہید اسلام مولانا محمد یوسفؒ لدھیانویؒ
- خطیب لبیب حضرت مولانا ضیاء القاسمیؒ
- محدث دوراں مولانا مفتی محمد ولی خان
- فضیلت الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی
- شیخ الحدیث حضرت مولانا قاضی عبدالکریم۔
- پیر طریقت مولانا محمد اجمل قادری
- تنویر ملت مولانا تنویر الحق تھانوی
- ... علامہ مجاہد الحسینی □ ... علامہ زاہد الراشدی
- علامہ شاہ مصباح الدین شکیل
- سیرت نگار اقبال احمد صدیقی
- بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر فیوض الرحمن
- اوریا مقبول جان □ مولانا مفتی محمد نعمان
- مفسر ومحقق مولانا حمید الرحمن شاہ

اور دیگر جلیل القدر علماء محققین اور اہل قلم

ناظم اشاعت: ماہنامہ نورعلےنور۔ جامع مسجد حضرت عائشہ صدیقہؓ سیکٹر B-1-11 نارتھ کراچی فون #6996518

ساغر اقبالی

# آخری صفحہ

☆ تیمور لنگ نے سمرقند فتح کیا تو مالِ غنیمت میں، دوسری چیزوں کے ساتھ کچھ خواتین بھی آئیں۔ اُن میں ایک اندھی عورت بھی تھی جب اُسے تیمور کے سامنے پیش کیا گیا تو اُس نے پوچھا ''تمہارا نام کیا ہے؟''

''دولت'' عورت نے جواب دیا۔

تیمور ہنس کر بولا ''دولت اندھی ہوتی ہے کیا؟''

عورت نے برجستہ جواب دیا ''اگر دولت اندھی نہ ہوتی تو تم جیسے لنگڑے کے گھر کیوں آتی!''

☆ سید ضمیر جعفری نے اقبال کے مصرع کی پیروڈی کی ہے۔ کتنی دلچسپ اور حسبِ حال ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

''ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان تولہ کبھی ماشہ کبھی سکھر کبھی کاغان
سہما ہوا، دُبکا ہوا، حیران پریشان جیسے کسی کنجوس کے گھر میں کوئی مہمان
کرسی پہ ہے مومن کبھی مومن پہ ہے کرسی ایوان کی زینت کبھی رسوا سرِ میدان
خان کوئی مرزا کوئی راجا کوئی راؤ لاؤ ذرا دیکھوں تو کوئی مسلمان''

☆ مولانا محمد علی جوہر، ذیابیطس کے پرانے مریض تھے، جانتے تھے کتنا خطرناک مرض ہے لیکن اس خطرہ کا بیان جب وہ کرتے ہیں تو ایک پرلطف واقعہ معلوم ہوتا ہے آپ بھی سنیے:

''ایک ذیابیطسی کے لیے ایک چیونٹی کے کاٹے اور کھال میں، سوئی سے باریک تر چھید ہو جانے سے، ملک الموت کے لیے پھاٹک کھل جاتا ہے۔''

☆ ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاریؒ ایک مرتبہ آغا شورش کاشمیریؒ سے ملنے دفتر ''چٹان'' گئے۔ شورش مرحوم قرطاس و قلم کی صحبت میں گم سم تھے۔ شاہ جیؒ نے انہیں استغراق و انہماک کی شدید کیفیت میں پایا تو پوچھا: ''آغا جی! کیا سوچ رہے ہو؟''

بولے: ''شاہ جی! نظم لکھ رہا ہوں لیکن ایک مصرع پھنس گیا ہے۔''

شاہ جی نے کہا: ''سنایئے!'' شورش نے مصرع پڑھا:

آغا یحییٰ دورِ ماضی کا فسانہ ہو گیا

شاہ جی برجستہ گرہ لگائی:

مہوشوں کی گود میں قومی ترانہ ہو گیا

اهم یه نهیں کہ آپ کیا کھاتے هیں
بلکہ اہم یہ ہے کہ
آپ کتنا هضم کرتے هیں
صحّت مند رہنے کے لیے صرف یہی ضروری نہیں کہ آپ کیا کھاتے ہیں، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ آپ کا معدہ غذا کو صحیح طور پر ہضم کر کے جزوِ بدن بنانے کی صلاحیّت رکھتا ہے یا نہیں۔
دائمی قبض، سینے کی جلن، تیزابیت، گیس، پیٹ کا درد، قے یا متلی کی کیفیت اس بات کی علامتیں ہیں کہ آپ کا ہاضمہ دُرست نہیں۔
کھانے پینے میں احتیاط برتیے، مرغّن اور مرچ مسالے دار کھانوں سے پرہیز کیجیے اور پابندی سے نئی کارمینا لیجیے۔
ہمدرد کی نئی کارمینا تیزابیت اور گیس کے مریضوں کے لیے بھی بے ضرر اور یکساں مفید ہے۔
150 Tablets
NEO Carmina
Digestive and carminative herb-mint tablets to correct indigestion, liver disorders, dyspepsia and constipation.
نئی کارمینا
NEO CARMINA 150 Tablets
Indicated in Dyspepsia, Indigestion, Liver Disorder and Constipation
Hamdard Laboratories (Waqf) Pakistan
خوش ذائقہ
نئی کارمینا
ہاضمہ دُرست، صحّت بحال
ہمدرد
مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعاتِ ہمدرد خریدتے ہیں۔ جائز منافع بین الاقوامی شہرِ علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔
ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

Adarts-2001

Monthly "Naqeeb-e-Khatm-e-Nabuwwat" Multan Regd M,No:32

بیاد
مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی
حضرت مولانا
ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ 28 نومبر 1961ء

# مدرسہ معمورہ ملتان

کی توسیع کے لیے مدرسہ سے ملحق مکان 26 لاکھ روپے میں خرید کر تعلیم شروع کر دی گئی ہے۔
مدرسہ 7 لاکھ روپے کا مقروض ہے۔ یہ رقم مارچ میں بہر صورت ادا کرنی ہے۔
اہل خیر احباب و متعلقین فوری توجہ فرمائیں اور اس کارِ خیر کی تکمیل میں بھرپور تعاون فرمائیں۔

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان

✪ الحمد للہ درجہ حفظ و ناظرہ تعلیم قرآن کریم، درجہ کتب درس نظامی اور شعبہ پرائمری میں اس وقت 150 طلباء زیر تعلیم ہیں ✪ 7 اساتذہ تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں ✪ 50 طلباء مدرسہ میں رہائش پذیر ہیں ✪ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ قائم ہے۔ جس میں حفظ قرآن کریم اور دورۂ حدیث تک تعلیم دی جاتی ہے ✪ مدرسہ معمورہ، مجلس احرار اسلام کے شعبۂ تعلیم ''وفاق المدارس الاحرار'' سے ملحق ہے ✪ ملک کے مختلف شہروں میں 36 دینی مدارس، وفاق المدارس الاحرار کے زیر انتظام چل رہے ہیں ✪ 15 مدارس کے اخراجات وفاق المدارس کے ذمہ ہیں ✪ مدرسہ معمورہ اور جامعہ بستانِ عائشہ کا ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' سے بھی الحاق ہے اور اسی کے نصاب کے مطابق تعلیم دی جارہی ہے۔

الداعی الی الخیر
(ابن امیر شریعت) سید عطاء المہیمن بخاری
مہتمم
مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی، ملتان
فون: 061-511961

MADRASAH MAMURAH
Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan-Pakistan. Tel #061-511961
Current Account # 3017-2 U.B.L. Kutchery Road, Multan.

Designed by: Ilyas Miranpuri "Ahrar Graphics"-Multan. Tel:061-511961